L/646

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حکایاتِ پرہیزگاری

یعنی

پرہیزگاری کی بارہ کہانیاں

جو

مس بیکر مس ٹلنگ و دیگر مصنفین سے ترجمہ ہو کر

مس ڈبلیو۔ ٹی۔ اینڈرسن صاحبہ

ٹمپرنس سیکرٹری پبلشر نے

اقبال برقی پریس سیال کوٹ

سے چھپوا کر شائع کیا

TEMPERANCE TALES.

بار اول ۱۹۳۲ء تعداد ۱۰۰۰

466
298.4
BAKE
B40
...ISTIAN STUDY CENTRE
No. 3829
1-12-72
RAWALPINDI

پہلا باب

ایک دلیر جوان

قدیم زمانوں میں سلطانوں اور نوابوں کے دربار بہت ہی
شاندار اور رعب دار ہوتے تھے۔ ان کے بڑے بڑے محل قیمتی چیزوں
سے آراستہ ہوتے تھے۔ اور وہ اور ان کے وزیر اور غلام بہت
بے پرواہی سے زندگی گذارتے تھے۔ ان کے حضور میں غلام ہر وقت

کھڑے ہو کر ان کی خواہشوں کو پورا کرتے تھے۔ اور ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بجا لاتے تھے۔ ان سلطانوں میں بنوکدنظر بابل کا عالمگیر حکمران تھا۔ وہ اپنے اراکین سلطنت کے بارے میں ایسا شائق تھا۔ کہ ہر خاص و عام اس کی ملازمت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے اکثر ملازم شہزادے اور امیرزادے تھے۔ جو لڑائیوں میں کسی دوسرے ملک سے غلام کر کے لایا تھا۔ جب کبھی وہ اپنے دشمنوں پر فتح پاتا تھا۔ تو ان میں سے اچھے سے اچھے جوانوں کو چن کر اپنا درباری غلام بنا لیتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ بنوکدبادشاہ نے شاہ یہوداہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ یہوداہ کے لوگ خدا کے لوگ تھے۔ تو بھی اس زمانے میں بہت برگشتہ اور گنہگار تھے۔

اور خدا کی مرضی یہ تھی کہ انہیں سزا دے۔ سو اس نے بنوکدنظر بادشاہ کی مدد کی۔ لیکن اپنے لوگوں کی مدد نہ کی۔ جیسا لکھا ہوا ہے :۔

2 سلاطین 6 باب تیسری آیت میں :۔ یقیناً خدا کے حکم سے یہوداہ پر یہ سب کچھ ہوا۔ سو بنوکدنظر بادشاہ نے فتح پائی اور یہوداہ کے نافرمان یہویقیم کو شکست دی۔ اور بہت سے لوگوں کو اسیر کر کے اپنے ملک میں لے گیا۔ ان میں سے کئی شاہی خاندان کے جوان تھے۔ جن میں سے چار کے نام ہم کو بتائے گئے ہیں۔ یعنی دانی ایل جو خاص طور پر شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ حننیاہ۔ میشی ایل اور عزریا۔ وہ خوب شکیل اور ذہین جوان دکھائی دیتے تھے۔ اسلئے یہ چاروں بادشاہ کی ملازمت کے لئے چنے گئے تھے۔ اور دوسرے ملکوں کے بھی نوجوان تھے۔ جن کو شاہی محل میں اسجگہ کی زبان دانی سکھائی جاتی تھی۔ تاکہ وہ اس اعلے

بادشاہ کے ملازم ہو جائیں۔ اسلئے ان کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ بہت اعلےٰ عہدوں کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ اُن کی خوراک کی بابت بادشاہ کیطرف سے فرمان تھا۔ کہ سب سے اچھی خوراک بادشاہی میز پر سے ان کو دی جائے۔ بادشاہ نے ان کے ناموں کو اپنے ملک کے ناموں سے بدل دیا۔ کیونکہ اسکی خواہش تھی۔ کہ وہ اپنے ملکوں اور معبودوں اور رسموں کو بھول کر اسی ملک کے باشندے ہو جائیں۔ بابل کا ملک بُت پرستی میں سب سے اعلےٰ وافضل درجہ رکھتا تھا۔ اور وہ لوگ کھانے کی چیزیں پہلے بتوں کی نذر کر کے پھر ان کو کھاتے تھے۔ یہ دانیل اور اس کے تینوں دوستوں کی نظر میں ناگوار معلوم ہوتی تھی۔ بابل کے لوگ ہر طرح کے گوشت کھاتے تھے۔ جو یہودی لوگوں کے لئے حرام تھا۔ یہ خوراک جوان کو ملتی تھی۔ خاص شاہی حکم سے ملتی تھی۔ تاکہ یہ جوان مضبوط اور تندرست ہوں۔ اگر کسی سے ناراض ہو جاتا تھا۔ تو اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ یہ نوجوان شراب اور حرام کار چیزوں کو کھانا تو درکنار چھونا بھی نہیں چاہتے تھے۔ لیکن کیا کریں۔ اگر وہ عرض تک بھی کرتے۔ تو اُن چاروں کی جان تنگ جاتی ؛

ہم دانیل نبی کی کتاب کے پہلے باب میں پڑھتے ہیں۔ لیکن دانیل نے اپنے دل میں ارادہ کیا۔ کہ اپنے تئیں بادشاہی خوراک اور اس کے مے سے جو وہ پیتا تھا ناپاک نہ کرے۔ اور اسکے تینوں دوست اسکے ساتھ اس بات میں متفق تھے۔ اور انہوں نے اپنے خوجہ سردار کے آگے اس بات کے بارے میں عرض کی۔ لیکن جب اس نے اس عرض

کو سنا۔ تو بہت گھبرا گیا۔ انہیں خیال غالب تھا۔ کہ یہی خوراک اور
شراب سب سے طاقتور چیزیں ہیں۔ اور اگر یہ جوان یہ چیزیں نہ استعمال
کریں۔ تو دُبلے ہوتے جائینگے اور بادشاہ کے منظورِ نظر نہ ہونگے۔ اور اس
حال میں ان کا اور میرا بھی خطرہ ہوگا۔ سو یہ ایک بڑی بھاری مشکل
تھی دانیل چاہتا تھا۔ کہ اپنی جان کو دے دے۔ لیکن اپنے سردار کی
جان کو خطرہ میں نہ پڑنے دے۔ تو بھی وہ حرام کاری اور بُت پرستی
کرنے کو تو تیار نہ تھا۔ لیکن یہ مستقل ارادہ کیا تھا۔ اس لئے اس نے عرض
کی۔ کہ دس دن سے ہمارا امتحان کیا جاوے اور ہمیں کھانے کو پھلیاں اور
پینے کو پانی دیا جاوے۔ اور بعد اس کے جو دیا ہُوا بڑہ کھاتے ہیں۔ تیرے
حضور دیکھا جاوے۔ اور جب تو دیکھے ویسا ہی اپنے چاکروں سے کر
چنانچہ اس نے ان کی بات کو قبول کیا۔ اور دس روز کے بعد ان کے
چہروں کی اُن سب باقی جوانوں کے چہروں کی نسبت زیادہ رونق اور
تازگی نظر آئی۔ سو اس خوجہ سردار نے ان کی مقرری مے اور
خوراک کو بند کر دیا۔ اور کھانے کے لئے انہیں پھلیاں اور پانی دیتا رہا۔ یہ
کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ کہ ان جوانوں کے چہروں پر بہ نسبت دوسروں
کے زیادہ تندرستی اور تازگی تھی۔ شراب کسی حالت میں طاقت بخش
یا بدن کو فائدہ پونہچانے والی نہیں ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے
کہ جس سے انسان کے رگ و ریشے یا خون پرورش پائے۔ برعکس
اس کے وہ زہر الکحل جو ہر قسم کی شراب میں ہوتی ہے۔ رگ و
ریشہ و خون کو کمزور اور ناتوان بنا دیتی ہے۔ نسوں کو سُن کر دیتی
ہے۔ اور خون کو ایک خاص نقصان پونہچاتا ہے۔ وہ جو اس سے

بکمل پرہیزگار ہی تندرست اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اُن سے جو مقداری سے بھی استعمال کرتے سبقت لے جاتے ہیں۔ الکحل سے دماغ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کو بیہودہ اور گندے کام کرتے ہیں۔ اس کا نام تک نہیں لینا چاہیے۔ جب اُن لڑکوں کے تین سال گذر چکے۔ تو ان کو امتحان دینا پڑا۔ چونکہ دانیل اور اس کے تینوں دوست محنتی اور خدا سے روزانہ مدد مانگنے والے۔ اور چونکہ انہوں نے اپنے دماغوں کو زہر الکحل سے کبھی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اسلئے وہ سب جوانوں میں اوّل نکلے۔ دوسرے جوانوں نے بادشاہی خوراک کے استعمال سے اپنے ہاضموں میں خلل ڈالا۔ شراب کے استعمال سے اپنے دماغوں کو نقصان پہنچایا۔ سو اُن کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اُن میں سے دانیل حننیاہ میسا ایل اور عزریاہ کی مانند کوئی نہ تھا۔ اور ہر طرح کی خردمندی اور دانشوری کے باب میں جو کچھ بادشاہ نے ان سے پوچھا ان سب فال گیروں اور نجومیوں سے جو اس کے تمام ملک میں تھے۔ انہیں دس درجہ بہتر پایا۔ دانیل ۱/۲۵ آیت۔ بعد اس کے دانیل ترقی پر ترقی پاتا گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کا وزیر اعظم ہو گیا۔ اس کے سبب سے اسکی تمام قوم کو شاہی اجازت ہو گئی۔ کہ اپنی اسیری سے نکل کر اپنے وطن میں واپس جا کر پھر بحال ہو جائیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہُوا کہ ایک نوجوان نے اپنے بچپن میں راستبازی کے کام کو پورا کرنے کیلئے پختہ ارادہ باندھ لیا کیا خوب ہو اگر ہندوستان کا ہر ایک لڑکا اور لڑکی شراب سے مکمل پرہیزگار اور اپنے خدا کے حکموں کو ماننے کا ایسا پختہ ارادہ کریں۔

دانیل ۱ باب

دانشمند کی باتیں

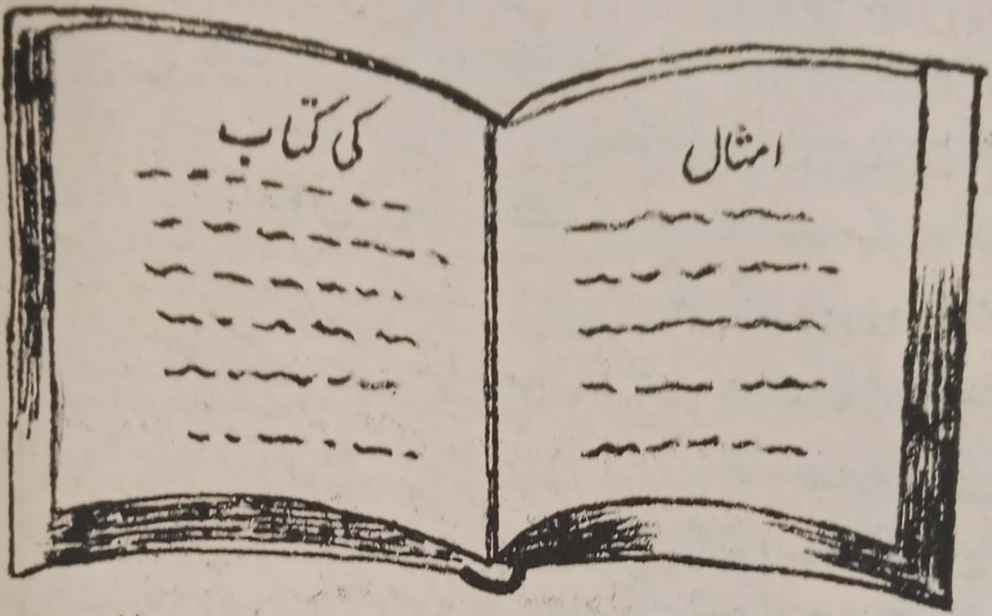

کیا تمہارے باپ نے کبھی بازار جاتے وقت تم بچوں سے پوچھا؟ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ جو میں بازار سے تمہارے واسطے لاؤں۔ یا تمہاری پیاری ماں نے کسی سفر جاتے وقت تمہارے اداس دلوں کو تسلّی دینے کیلئے کہا ہے؟ کہ جب میں تمہاری نانی کے گھر سے واپس آؤں۔ تو تمہارے واسطے کیا لاؤں؟ اور کیسی خوشی کے ساتھ تم تیلاتے ہو۔ کہ گڑیا لانا۔ سیب لانا۔ تینگ لانا۔ مٹھائی لانا۔ وغیرہ

بعض اوقات بچّے ایسی چیزیں مثلاً گھوڑا، موٹر یا اور کوئی ایسی قیمتی چیزیں مانگتے ہیں۔ جن کی کہ قیمت دینے کی گنجائش نہ ہو۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک جوان کو کسی نے اس طرح کہا۔ جو تو چاہے کہ میں تجھے دوں۔ سو تو مانگ۔ کسی نے بھلا کہا۔ اس کے

باپ نے ۔ نہیں خدا نے ۔ وہ جس کے حق میں لکھا ہوا ہے ۔ کہ زمین خداوند کی ہے ۔ اور اس کی معموری بھی ۔ زبور ۲۴:۱ زمین خداوند کی ہے ۔ اور اس کی معموری بھی ۔ جہان اور اس کے سارے باشندے اس کے ہیں ۔ اور یہ جوان کون تھا ۔ داؤد بادشاہ کا بیٹا سلیمان داؤد بادشاہ جب گذر را تھا ۔ تو اس کے بیٹے سلیمان کی عمر کوئی اٹھاراں برس کی تھی ۔ اور بعد ازاں وہی سلیمان تخت نشین ہوا ۔ ایسی چھوٹی سی عمر میں ایسا بھاری کام اس کے لئے نہائیت ہی مشکل کام تھا ۔ جب تاجپوشی ہو چکی ۔ تو سلیمان نے خدا کے نام پہ ایک بڑی بھاری ضیافت کی ۔ اور خدا کے نام کی بہت سی قربانیاں چڑھائیں ۔ اور اسی رات جبکہ وہ سو رہا تھا ۔ خداوند اس کو خواب میں دکھائی دیا ۔ اور کہا ۔ جو چاہتے ہو سو مانگ ۔ دیکھو یہ کیا دلچسپ موقع تھا ۔ کوئی ہوتا ۔ تو دولت مانگتا یا مشہوری یا دشمنوں کی ہلاکت مانگتا ۔ کوئی عمر درازی مانگتا ۔ لیکن سلیمان نے اِن چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں مانگی ۔ اس کی عرض یہ تھی ۔ کہ تو اپنے بندے کو ایسی سمجھ و عقل عطا کر ۔ کہ وہ تیرے لوگوں کی اچھی طرح عدالت کرے ۔ اس نے یہ محسوس کیا ۔ کہ ایک اتنی بڑی قوم کا حکمران ہونا بڑی ذمہ داری کا کام ہے ۔ اور وہ بغیر خدائے قادر کی مدد کے پورا ہونا دشوار ہے ۔ اور خدا اس جواب سے ایسا خوش ہوا کہ اس نے نہ صرف دانائی دی ۔ بلکہ علاوہ ازیں علم ، عزت ، عمر درازی اور دولت بھی بخشی ۔ اور ساتھ کے ملکوں میں تو رفتہ رفتہ اس کی ایسی مشہوری ہو گئی ۔ کہ دور دراز ملکوں سے لوگ اس کی دانشمندی کی باتیں سننے کے لئے آتے تھے ۔ اس کو سب جانداروں کی کیا

چھوٹے کیا بڑے کیا چرندے کیا پرندے سب کا علم تھا۔ اسے حیوانات اور نباتات کا علم تھا۔ چنانچہ وہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اور اس نے ایک ہزار گیت اور غزلیں اور تین ہزار مثلیں لکھیں جن میں سے بہت سے ہم امثال کی کتاب میں موجود پاتے ہیں۔ سلیمان نے امثال کی کتاب جوانوں کی نصیحت کے لئے لکھی ہیں۔ کیونکہ وہ عام طور پر یوں شروع کرتا ہے۔ کہ "اے میرے بیٹے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خاصکر یہ کتاب جوانوں کے لئے لکھی ہے۔ جب وہ عمر رسیدہ ہو گیا تھا۔ تو اسے خیال غالب آیا۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں جو کچھ تجربہ کیا اور دیکھا ہے مجھے لازم ہے کہ میں ان خطروں کے بارے میں جوانوں کو عبرت دوں۔ تاکہ وہ ان خطروں اور گناہوں سے جن میں سے بہتوں کو پھنسے ہوئے دیکھا بچ جائیں۔ سو آؤ! ہم غور کریں۔ کہ کون کون سی باتیں جن کی وہ ہم نصیحت دیتا ہے۔ پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شراب کے پینے کی بابت بہت کچھ نصیحت کرتا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں اس ملک کو اس مضر چیز کے استعمال کی عادت تھی جس سے کہ بہت نقصان ہوتا تھا۔ حوالہ امثال ۲۳/ ۱۹-۲۱ :- اے میرے بیٹے! تو سُن اور دانشمند ہو۔ اور اپنے دل کی رہبری کر۔ تو ان لوگوں میں شامل مت ہو۔ جو مے خور ہیں۔ اور نہ ان میں جو اپنے جسم کو شہوت سے رسوا کرتے ہیں۔

سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے۔ کہ الکحل کے استعمال سے دماغ پر ایسا اثر پڑ جاتا ہے۔ کہ وہ سُن ہو جاتا ہے۔ جس سے کہ اس پر نیند غالب ہو جاتی ہے۔ جب کسی کی یہ حالت ہوتی ہے تو وہ اپنا کام درست طور پر کر نہیں سکتا۔ چاہے کسقدر تھوڑی مقدار میں ہی کیوں نہ پی جاوے

یہاں تک کہ آدمی اپنے آپ میں کوئی اثر محسوس نہ کر سکے۔ تو بھی ان باتوں کے تجربہ سے سائنسدانوں نے دریافت کیا۔ کہ کچھ کچھ اثر ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے اس آدمی کا دماغ چالاک نہیں رہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس شخص کے کام میں کسر رہ جاتی ہے۔ اس کی کمائی اتنی نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ہم پڑھتے ہیں۔ امثال $\frac{۲۳}{۲۱}$ کہ وہ جو شرابی اور اوباش کنگال ہو جائینگے۔ اور نیند انہیں چیتھڑے پہنا دینگے۔ ملک یہودیہ میں انگور بہت پیدا ہوتے تھے۔ اس کے استعمال کرنے کے بہت طریقے تھے۔ تازہ کھاتے تھے۔ یا اس کا رس نچوڑ کے پیتے تھے۔ سو کھا کے کشمش بناتے تھے۔ اور ان سے راب اور مربہ بناتے تھے۔ کئی مٹھائیاں ان سے بنتی تھیں۔ ان سب طریقوں کے استعمال سے انہیں بہت فائدہ پہنچتا تھا۔ کیونکہ جب وہ اپنی اصلی حالت میں ہوں تو انگور سے زیادہ کوئی چیز زیادہ صحت بخش نہیں ہے۔ پر ایک اور طریقے سے بھی استعمال ہوتا تھا۔ یعنی اس کا رس نچوڑ کر شراب بناتے تھے۔ اور جب وہ طاقت بخش شیرا سڑ جاتا تھا۔ تو جو طاقت بخش چیزیں موجود تھیں۔ وہ سب بگڑ کر ایک زہریلی الکحل سے تبدیل ہو جاتی تھیں۔ جس سے کہ بجائے فائدہ کے نقصان اور طاقت کی بجائے کمزوری حاصل ہوتی خدا کی طرف سے یہ عمدہ اور اعلیٰ بخشش ہے۔ لیکن سب زمانوں میں بنی آدم اس کے غلط استعمال سے ایک بُری اور نقصان دہ چیز میں مبدل کر دیتی ہے۔ جس کی کہ سلیمان دانا نے جوانوں کو عبرت دی۔ امثال $\frac{۲۳}{۲۹-۳۲}$ ہم پڑھتے ہیں۔ وہ کون ہے جو افسوس کرتا ہے؟ اور کون غمزدہ ہے۔ اور کون بڑا تضیہ کرنے والا۔ اور کون یاوہ گو ہے

اور کون بے سبب گھائل ہے۔ اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے
وہ جو دیر تک مے نوشی کرتے ہیں۔ وہی جو ملائی ہوئی مے کی تلاش
کرتے ہیں۔ جب مے لال لال ہو۔ اور اس کا عکس جام پر پڑے
اور جب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھائے تو اس پہ نظر مت کر۔ کہ
انجام کار وہ سانپ کی مانند کاٹتی ہے۔ اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی
ہے۔ شائد ان باتوں سے لڑکے لڑکیوں کو کچھ دلچسپی نہیں ہوتی
لیکن وہ جوان لڑکے اور لڑکیاں جو چاہتے ہیں۔ کہ وہ خوشنود
زندگی بسر کریں۔ ان کے لئے یہ قابل غور باتیں ہیں۔ ان کے
سمجھنے سے بہ نسبت اور بہتوں یعنی جغرافیہ ہسٹری یا حساب کے
سمجھنے سے زیادہ مفید ہے۔ زندگی کی مصیبتیں سب پہ آتی تو ہیں۔ لیکن
وہ جو شراب پیتے ہیں۔ اپنے واسطے گویا یہ واویلا اور غم مفت کماتے
ہیں۔ الکحل کے استعمال سے جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔ لوگ اس کے
ذریعے سے بے سبب مار بھی کھاتے ہیں۔ گھائل ہوتے ہیں جو اسے
استعمال کرتے ہیں۔ وہ بہت زیادہ بیماریوں کے گرفتار بھی ہوتے ہیں
اور بہ نسبت پرہیزگاروں کے اگر بیمار ہو جاتے ہیں۔ تو اسقدر جلد صحتیاب
نہیں ہوتے۔

شراب کی بعض اقسام بہت عمدہ اور دلکش دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن
سلیمان بدھ نے اس کے بارے میں کیا کہا۔ یہی کہ اگرچہ وہ ایسی خوشنما
دکھائی دیوے۔ حقیقت میں وہ زہریلے سانپ کی مانند ہے
دنیا میں کوئی ایک ہزار پانچسو متفرق اقسام کے سانپ ہیں۔ ان
کی الگ الگ عادتیں ہوتی ہیں۔ کوئی زمین پر رہتے ہیں۔ کوئی درخت پر

جڑھے ہتے ہیں۔ کوئی سمندر اور دریاؤں میں رہنے والے ہوتے ہیں۔
کئی زہریلے ہوتے ہیں۔ اور کئی زہریلے نہیں۔ ہندوستان میں
کوئی دو ہزار آدمی ہر سال سانپوں کے کاٹے مرتے ہیں۔ کئی مداری
تماشا دکھانے کیلئے پھنئیر سانپ رکھتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کو ان کے
ڈنک کے علاج کا بھی علم ہوتا ہے۔ تو بھی ان کے کاٹے ہوئے اکثر
مرجاتے ہیں۔ یہ سچا واقع ہے کہ ایک عیسائی نوجوان تھا۔ اس نے
ایک پھنئیر سانپ کو پالا ہوا تھا۔ ایکدن ایسا ہوا۔ کہ سانپ نے اسے
ڈس لیا۔ اس نے ہنس کرانیا علاج کیا۔ لیکن کچھ پیش نہ جاسکی۔ آخرکار
وہ دس پندرہ منٹ کے بعد مرگیا۔ سب جانوروں میں سے جسے خدا
نے بنایا۔ سانپ سے بڑھ کر کوئی جانور دہشتناک نہیں ہوتا شراب
کو سانپ سے کیوں تشبیہہ دیتے ہیں؟

(۱) جو سانپ کا زہر ہے وہ جسم کو مار ڈالتا ہے۔ مگر شراب کا زہر
جسم اور روح دونو کو ہلاک کردیتا ہے۔

(۲) ہم بائیبل میں پڑھتے ہیں پیدائش کی کتاب ۳ سانپ میدان
کے تمام جانوروں میں سے جن کو خدا نے بنایا تھا۔ چالاک تھا۔ چالاک
یعنی دہوکا باز اور شراب بھی ایسی ہی ہے۔ وہ آدمی پر دہوکے سے
حملہ کرتی ہے۔ کوئی آدمی اس امید سے شراب استعمال نہیں کرتا ہے
کہ میری جان جائے۔ لیکن وہ اس دہوکے میں ہے کہ شاید اس سے
کوئی فائدہ ہے۔ جب پینے لگتے ہیں۔ تو بہت دلچسپ معلوم ہوتی
ہے۔ لیکن آخرکار وہ مار ڈالتی ہے۔

(3) اکثر زہریلے سانپوں میں یہ اثر ہے۔ کہ وہ اپنے شکار پر جادو

کا سا اثر رکھتے ہیں۔ مثلاً چڑیاں وغیرہ جانتی ہیں کہ یہ دشمن ہے۔ پھر بھی سانپ جب ان کی طرف تاک لگاتا ہے۔ تو وہ اپنی جگہ سے اُڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح سے شراب کا اثر ہوتا ہے۔ آدمی اگرچہ جانتا ہے۔ کہ اس میں میری بکل بربادی ہے۔ تاہم بھی انسان اس کو پیتا ہے۔ اور برباد ہو جاتا ہے۔ تم سانپ کیساتھ کبھی کھیل نہیں سکتے۔ یا اس کو مار و گے۔ یا ڈر کے بھاگ جاؤ گے۔ تم کبھی ایسے نادان نہیں ہو سکتے کہ اس کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کے اس کے ساتھ کھیلو۔ سلیمان کہتا ہے۔ کہ دوسرے سانپ سے بھی ایسے ہی بیدار رہنا چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس کے پاس کھڑے ہو کر اس پر نظر تک نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اس کے دیکھتے ہی دل فریفتہ معلوم نہ ہو۔ اور اس کے پینے کی خواہش پیدا ہو جاوے۔ اگر کبھی ایسا واقعہ ہو۔ کہ کسی اچھے گھر میں کوئی نیک یا بزرگ آدمی تم کو شراب پینے کو مجبور کرے۔ چاہے وہ کیسا ہی نیک کیوں نہ ہو۔ تو تم اس کو ایسا ہی سمجھو جیسا کہ پھنئیر سانپ ہاتھ میں پکڑا دیا ہے۔ اسوقت تم کو سلیمان کی یہ بات یاد آوے۔ کہ جب مے لال لال ہو۔ اس پر نظر مت کر۔ آخر کار وہ سانپ کی طرح کاٹتا اور بچھو کی طرح ڈنگ دیتا ہے۔

پہلے سلاطین $\frac{۳}{۱ - ۱۵}$

ٹمپرنس ٹیلنز سے منتخب کیا گیا ؛

دو ثابت قدم سکاؤٹ

بنی اسرائیل تو اس خطرناک بیابان کو طے کر چکے تھے۔ وعدہ کی ہوئی زمین کی سرحدوں پہ پہنچ چکے تھے۔ اب تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ان کا لمبا و پر خطر سفر تمام ہو جائے گا۔ اور پھر گھر میں بیٹھیں گے۔ اچھے اچھے باغوں کا پھل کھائینگے۔ کنوؤں کا میٹھا پانی پئینگے۔ اور اس ہولناک بیابان کی سخت مصیبتیں اور تنگیاں بھول جائینگی۔

اُسی وقت موسیٰ کو خدا کا حکم تھا۔ کہ پیشتر اس کے کہ سب لوگوں کو داخل کریں۔ کئی چنے ہوئے آدمیوں کو آگے بھیج دیں۔ کہ وہ اس ملک کنعان کی حالت دیکھ کے اس کی اچھی خبر لادیں۔ اور جماعت کی ہمت بڑھادیں۔ چنانچہ موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور بارہ آدمیوں کو بھیج دیا۔ اور وہ چل پڑے۔ انہوں نے جاکر سارا حال دیکھا۔ اور معلوم کیا۔ کہ جیسا

کہ خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ویسا ہی پر نعمت ملک ہے۔
جب انہوں نے ملک کی ایسی خوشحالی دیکھی لازم تھا۔ کہ وہ موسٰی کے آگے ویسی ہی رپورٹ دے دیتے۔ کہ وہ خوب اور پُر برکت ملک ہے۔ آؤ چلو ہم اسے جس کا ہمارے خدا نے وعدہ کیا فتح کریں اور اپنے قابو کریں لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے بتایا۔ کہ ملک بہت اچھا ہے۔ لیکن ساتھ اس کے انہوں نے کہا۔ ہم اسے لے نہیں سکتے۔ اور کہ ہم اس ملک کے باشندوں پر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں ؛
ان پر حملہ کرنا محض حماقت کی بات ہے۔ وہ لوگ جو وہاں بستے ہیں زورآور ہیں۔ ان کے بڑے بڑے اور قلعے مضبوط ہیں۔ آدمی نہایت قدآور اور جنگجو ہیں۔ ہم اُن پر کبھی چڑھ نہیں سکتے۔ یہ رپورٹ تو اُن بارہ آدمیوں میں سے دس آدمیوں نے دی تھی۔ کہ وہ بزدل اور بے اعتقاد تھے۔ لیکن دو اُن میں سے دلاور اور خدا پر بھروسہ رکھنے والے تھے یعنی کالب اور یشوع تب کالب نے لوگوں کو چُپ کرایا۔ اور کہا کہ البتّہ ہم لوگ چڑھ جینگے۔ اور ملک کو لے لینگے کیونکہ ہمیں بلاشبہ اس کے لینے کا زور
پھر ان دسوں نے اور بھی موسٰی کی جماعت کو ڈرایا۔ اور کہا کہ اُس ملک کے باشندے جبّار ہیں۔ اور ایسے قدآور ہیں کہ ہم اپنی نظروں میں ایسے تھے۔ جیسے ٹڈے۔ اور ایسا ہی ہم ان کی نظروں میں بھی تھے ان بزدلوں کی بات کو سنکر ساری جماعت کا دل پانی ہوگیا۔ وہ چلّائے روئے۔ بلکہ ساری رات روتے رہے۔ اور کہنے لگے۔ کہ

کہ بہتر ہے۔ کہ ہم مصر کے ملک میں واپس بھاگیں۔ تب یشوع نے ان کی ہمت افزائی کی۔ اور ان کو کہا۔ کہ وہ زمین نہائیت ہی خوب زمین ہے۔ اگر خدا ہم سے راضی ہے۔ تو ہمیں اس زمین میں لے جائیگا جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ وہ ہمیں عنایت کرے گا۔ مگر تم خدا سے بغاوت نہ کرو۔ اور نہ اس زمین کے لوگوں سے ڈرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تم کوئی خوف نہ کرو۔ لیکن برعکس اس کے کہ وہ ان باتوں سے دلاوری حاصل کرتے۔ انہوں نے چاہا کہ یشوع کو پتھراؤ کریں۔ اس پر خدا ناراض ہوا ان پر اسی رات وہ دسوں جاسوس خدا کے حضور سے وبا سے مر گئے۔ لیکن یشوع اور کالب زندہ بچے رہے۔

اور کنعان کے ملک میں آخر کار پہنچ گئے۔ خدا کی سزا جماعت پر اس بات میں آئی۔ کہ انہیں اس بیابان میں چالیس سال گذارنے پڑے۔ اگر وہ کل جماعت خدا پر بھروسہ رکھتی۔ اور دلاوری کرتی۔ تو کیا خدا اس کو یک لخت اس کے دشمنوں پر کامیاب نہ کر دیتا لیکن انہوں نے اعتقاد نہ کیا۔ یقیناً وہ کنعانی لوگ جنگ کرنیوالے اور زبردست تھے۔ ان کے گھر اور شہر مضبوط بنے ہوئے تھے۔ کیونکہ آج کے دن تک ان میں سے کئی وہاں بنے رہے۔ لیکن اگرچہ وہ مضبوط تھے۔ تو کیا خدا ان سے زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ اور کیا دسوں قاصد اس بات کا یقین نہیں کر سکتے تھے۔ ایک قومی دشمن ہمارے درمیان موجود ہے۔ یعنی بگڑی شراب۔ لیکن خدا اس دشمن سے بہت قوی ہے۔ اور وہ جو اس کے حکم سے کسی دشمن کا سامنا کرے۔ خدا اُسے کامیابی دے سکتا ہے۔ پولوس نے افسیوں کو کہا خدا میں اور اس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔

جب کسی گروہ کا ایک بھی آدمی کم ہمت ہو۔ تو اس کے اثر سے سارے گروہ کم ہمت ہو سکتے ہیں۔ ان دسوں قاصدوں نے کل جماعت چھ لاکھ کو بزدل کر دیا۔ اور تب ہی انہوں نے ان دشمنوں پر حملہ کرنے سے روک رکھا۔ آج کل بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔ کئی آدمی یہ کہتے ہیں۔ کہ شراب کا استعمال قدیم سے ہے۔ جیسے شراب کی بکری قدیم سے چلی آتی ہے۔ اس کو موقوف کرنا محال ہے ؛

شراب بیچنے والے اور بنانے والے بہت غنی ہیں۔ اور اپنی دولت کی زبردستی سے اپنے اس نفع کے کام قائم رکھ سکتے ہیں۔ یعنی شراب فروش تو بعض کانگرس والے بھی ہوتے ہیں۔ جو سب قانون بنا دیتے ہیں۔ بعض میونسپل کمیٹی کے ممبر ہوتے ہیں۔ اور وہ شراب پیتے ہیں۔ ایسے قوی اور زبردست مخالفوں کا کیا مقابلہ کرنا ہے۔ ایسے مضبوط دشمنوں کے مقابلہ کرنے سے ہم کیا بنائینگے؟ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم پرہیزگار لوگ اکثر غریب ہوتے ہیں۔ اور ہمارا کوئی ایسا وسیلہ نہیں ہے۔ کہ جس سے ہم اس بڑی برائی کو نابود کریں۔ جب ہم ایسی بات سنتے ہیں۔ تو یقین آجاتا ہے۔ کہ وہ دسوں قاصد پھر زندہ ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ جن کی زبان پر لفظ مشکل چڑھا رہتا ہے۔ وہ کسی اچھے کام میں مدد بھی نہیں دیتے ؛

مشکل اور محال ایسے لفظ ہیں۔ جو سچے مسیحی آدمی کے لائق نہیں ہیں وہ آدمی جو کہ ہر وقت بڑا مشکل بڑا مشکل کہتا رہتا ہے۔ وہ اپنے ملک کو کبھی فائدہ نہیں پہنچا سکیگا۔ کوئی بہادری کا کام اس سے نہیں ہوگا ان دسوں قاصدوں نے ان جباروں دشمنوں کو اپنے آپ سے نسبت

اور وہ اُن کے سامنے اپنی نظر میں ٹڈی دکھائی دیئے ۔

اور اُن دو بہادر قاصدوں نے ان جبّاروں کو خدا سے نسبت دی اور وہ جبّار خدا کے سامنے چھوٹی چھوٹی چیونٹی کے موافق معلوم دیئے ۔ سو آجکل کے دشمن شراب فروشوں سے مقابلہ کیسے کریں گے ۔ کیا اُن دسوں بزدلوں کی مانند ہم نے کہا کہ ہم کیا کریں یہ بُری عادت ہے اِس ہندوستان میں قائم ہو گئی ہم کبھی کچھ کر نہیں سکتے ۔ آؤ ان دو بہادروں کی طرح ہم یکلخت اُن پر حملہ کریں ۔ کیونکہ ہمیں بلا شبہ فتح پانے کا زور ہے یک لخت اِس لئے کہ اب بھی وقت بہت گزر گیا جتنی دیر کریں اُتنے مضبوط وہ ہوتے جاتے ہیں ۔ چاہیئے جتنے حب الوطن ہیں کیا مرد کیا عورتیں کیا بزرگ کیا مسکین کیا بوڑھے کیا بچے سب ایک دل ہو کر کمر باندھیں کہ اِس موذی دشمن کا مقابلہ کریں تب خدا کی مدد سے اِس برائی کو موقوف کریں گے ۔

گنتی ۱۳ و ۱۴ باب

احد کے وفادار

تمہارے اسکول میں کبھی کبھی تمہارے ماسٹر صاحبان یا اُستانی نے مشکل بات مشاہدہ کر کے سکھائی جب ہم کسی بات کو نہ صرف کانوں ہی سے سننے پر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس کو بخوبی سمجھتے ہیں خدا بھی ہمارا اُستاد ہو کر کبھی ایسی تجویز یا کر ہمیں سکھلاتا ہے۔ یرمیاہ نبی کے وقت میں اُس نے بنی اسرائیل سے ایسا ہی کیا۔ اسرائیلی لوگ خدا کی فرمانبرداری کے سیکھنے میں بہت سست اور ڈھیلے پڑ گئے۔ خدا اُن کے لئے عجیب عجیب کام کر چکا۔ اُس نے مصر کے ملک میں بڑی عجائبات کے بعد خوب زبردستی سے فرعون بادشاہ سے چھڑایا اُس نے دریا قلزم کو سکھا کر اُن کو سوکھے پیر پار کیا وہ بیابان میں چالیس برس تک اُن لاکھ ہا لوگوں کو آسمان سے مَن برسوا کر کے کھلاتا رہا۔ آخر کار اُس نے اُن کو صحیح و سلامت وعدہ کئے ہوئے ملک میں پہنچایا اور اُنہیں وہ برکت آلودہ زمین درثہ دے دی تو بھی اُن لوگوں نے اُس کی سب مہربانیوں کو فراموش کر کے اور برگشتہ ہو کر جھوٹے

بتوں کی پرستش کی اُس نے بار بار اپنے پیغمبروں کو پیغام دے کر اُن کے پاس بھیجا کہ اُنہیں سکھلا دے اور سمجھاوے پر وہ نہ سمجھے وہ بغاوت اور نافرمانی کرتے رہے تب خدا نے اُن کی بھلائی کے لیئے اُن پر سزا بھیجی بنوکدنضر بادشاہ نے اپنی بڑی بڑی فوجیں لے کر یروشلم شہر کو گھیر لیا کل ملک گھبرایا اور حفاظت نہ ہونے کے لیئے بے پناہ لوگ دیہاتوں سے اکثر لوگ شہر کے قلعے میں آگھسے اگر اپنے گاؤں میں رہتے تو سپاہیوں سے لوٹے جاتے اور اُن کا کوئی بچاؤ نہ ہوتا ماں باپ بچے اپنے اسباب سمیت چاروں طرف کے راستوں سے چلے آتے تھے اور ان میں ایک گروہ ایسا تھا کہ اپنے تنبوؤں کو بھی لے کر چلے آتے تھے اور اندر آکر شاملات کی زمین پر اپنے تنبوؤں کو لگایا اگر کوئی اُن کی بابت پوچھتا کہ یہ کون اور کیسے لوگ ہیں تو اُن کو یہ خبر دی جاتی کہ یہ رکابی لوگ ہیں ٭

جو ہمیشہ بیابان میں رہتے ہیں لیکن اب دشمنوں کی فوجوں کے ڈر کے مارے وہ بھی پناہ لینے کو شہر میں آتے ہیں ۔ یاد رہے کہ یہ اُس رکاب نبی یُوناداب کی نسل ہے جس نے تین سو برس ہوئے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ کبھی گھر نہ بنانا اور نہ دیہاتوں میں رہنا لیکن خیموں میں رہائش کریں اُس بزرگ نے خیال کیا ہوگا کہ بیابان میں کھلی ہوا اور صاف پانی کے سبب سے بہ نسبت اُن تنگ گلیوں کے جیسے کہ اکثر شہر اور دیہات ہوتے ہیں زیادہ تندرستی ہوتی ہے ۔ اُس رائیکاب نے ایک اور بات کے بارے میں بھی حکم دیا کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہمیشہ تک مے نہ پئیں نہ تاکستان لگا دیں کیونکہ اگر تاکستان لگاتے تو شاید اُن کے واسطے ایک آزمائش ہو جاتی سو اُنہوں نے وعدہ کیا اور اگرچہ اُن کا بزرگ تین سو برس سے گزر چکا تھا تو

بھی اُنہوں نے اس کی بات کو یاد رکھا اور اس اپنے وعدے پر قائم
وہ یروشلم شہر کی دیواروں کے اندر صرف تھوڑے عرصہ کے لئے آئے کہ
دشمنوں سے پناہ لیویں *

اب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے ایک نمونہ کے لئے اِن رکابی لوگوں کو
چُن لیا۔ تاکہ کل بنی اسرائیل کے لئے سبق کا باعث ہوں۔ خدا نے یرمیاہ نبی
کو سب باتیں بتلائیں اور اُس نے خدا کے ارادے کو چھوٹی چھوٹی باتوں تک
پُورا کیا اُس نے اُن سب کو یعنی رکابیوں کو ہیکل کی بڑی کوٹھڑی میں بُلایا جب
وہ آئے تو اُنہوں نے کیا دیکھا کہ مے سے بھرے ہوئے مٹکے اور رکابیاں
رکھی ہوئی ہیں یرمیاہ نبی نے اُن کو بڑی اچھی طرح بٹھلایا اور ایک ایک کے آگے
ایک ایک پیالہ رکھ دیا اور کہا کہ پیؤ لیکن اُن کا تسلی بخش جواب صرف یہی
تھا کہ نہیں ہم مے نہ پئیں گے کیونکہ ہمارے یوندا ب بنی ریکاب نے ہم
کو حکم دیا ہوا ہے کہ تم ہمیشہ تک نہ مے پینا نہ تم نہ تمہارے بیٹے نہ تمہاری
بیٹیاں اور نہ گھر بنانا نہ بیج بونا اور نہ تاکستان لگانا لیکن تم اپنی تمام عمر خیموں
میں رہا کرنا تاکہ جس زمین میں تم مسافر ہو بہت دنوں تک زندہ رہو۔ انہوں نے
کہا ہم ہمیشہ اپنے باپ کے اِس حکم کو مانتے آئے ہیں ہم اور ہماری جوروئیں
ہمارے بیٹے اور ہماری بیٹیاں اور اِسی طرح ہم عمر بھر کرتے جاویں گے کوئی
ایسے لوگ ہوتے کہ اپنے دِل میں قیاس کرتے کہ خیر یہ ایک نبی ہے اور
بزرگ اور دیندار ہے جس نے ہم کو اجازت دی ہے کہ مے پیؤ تو شاید
اِس کے پینے کے سبب سے کوئی بات نہیں ہے جس حال کہ وہ ہم کو
پلاتا ہے ہمارے واسطے کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اگر ہم نہ پئیں گے تو ایسا بزرگ
آدمی پھر ناراض ہوگا *

آجکل ہم ایسے کئی مسیحی آدمی دیکھتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ یا باعزت نے اُن کو شراب دی ہے۔ تو انکار کرنے کی بجائے شرم کے مارے پی لیتے ہیں وُہ اِس طرح سوچ کر اپنے آپ کو بری کر دیتے ہیں کہ میں پیتا تو نہ تھا لیکن انہوں نے مجھ کو پلایا۔ اُن رکابیوں نے ویسا نہ کیا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا یقین کریں کسی کا پینا خواہ پیغمبر ہے یا کوئی نبی سراسر گناہ عظیم ہے۔ ان کے دل کی مضبوطی ان کے شراب کے انکار کرنے سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ہم مے نہ پئیں گے۔ اب ہم یہ دیکھیں کہ خدا کا اور یرمیاہ نبی کا اِس واقعہ میں کیا مطلب تھا۔ اُن کا یہ مطلب تھا کہ بنی اسرائیل لوگ اِن رکابیوں کی فرمانبرداری کو دیکھیں کہ وہ اپنے بزرگ باپ کے حکم سے کبھی گمراہ نہیں ہوئے یرمیاہ نبی نے جمع کئے ہوئے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیلیوں کو یہ خدا کی طرف سے سمجھایا کہ رب الافواج کہتا ہے کہ دیکھو جو باتیں یوناداب بنی راکاب نے اپنے بیٹوں کو فرمائیں کہ مے نہ پیؤ وہ بجالاتے ہیں کہ وہ آج کے دن تک مے نہیں پیتے میں نے تمہیں اپنے نبیوں کی زبانی بار بار سمجھایا کہ اپنی بُری راہوں سے پھرو اور اپنے کاموں کو سدھارو مگر تم نے نہ کان لگایا نہ میری سنی اور اب تم پر بلا نازل کر دوں گا۔ کیونکہ تم نے میری نہ سنی یعنی بنوکدنضر بادشاہ کی فوج کی چڑھائی کی بات کرنا تھا۔ اِس زمانے میں ہزارہا لوگ ہیں جو کہ ان رکابیوں کی طرح اپنے نیک ارادوں پر قائم رہتے ہیں اور پرہیزگار رہتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے دل میں مکمل ارادہ باندھا ہے اور اسی عہد کے واسطے اپنے دستخط بھی کر دیئے کہ ہم شراب نہ پئیں گے اور اپنی عمر بھر اس پر قائم رہتے ہیں۔ یہ تو دانشمندی ہے کسی نے کبھی اِس بات کا افسوس نہیں کیا کہ میں پرہیزگار رہا ہوں پر ہزارہا لاکھ ہا لوگ اِس بات پر دست افسوس ملتے ہیں کہ ہم شرابی کیوں بن گئے ۔

عہد کا باندھنا ایک سنجیدہ ہو کر اور اپنے دل میں قائم کر کے پکّا ارادہ کرنا ہے۔ یونہی بغیر سوچے سمجھے کوئی عہد باندھ دینا واجب نہیں ہے لازم ہے کہ ہم عہد باندھیں تو ہمارا پختہ ارادہ ہونا چاہیئے۔ کبھی کچھ بھی ہو ہم اس عہد پر قائم رہیں گے چاہے شراب یا دیگر منشی اشیا سے پرہیز کا عہد باندھنا نہایت ہی اچھّی بات ہے یہ ہمارے ارادہ کو پختگی بخشتی ہے لیکن پیشتر اس کے سوچنا اور سمجھنا ہے کہ اگر میں عہد باندھوں تو اُس پر قائم رہنا ضروری اور لازمی امر ہے واعظ - ۵ - باب - ۴ و ۵ آیت میں لکھا ہے کہ جب تو خدا کے لئے منّت مانے تو اُس کے ادا کرنے میں دیری نہ کر۔ نیز امنّت نہ ماننا اُس سے بہتر ہے کہ تو منّت مانے اور ادا نہ کرے یعنی کوئی وعدہ نہ کرے اس سے کہیں اچھا ہے کہ وعدہ کر کے توڑا جاوے۔ جب پرہیزگاری کا عہد مانتے ہیں تو یہ بھی ہم مانیں کہ خدا ہماری ضرور مدد کریگا۔ اور طاقت بخش کے ہم کو کامیاب کرے گا۔ جب ہم اس پر دل سے بھروسہ رکھیں گے پرہیزگار ہونے کے سب سے پہلے بات یہ ہے کہ ہم ایک خطرہ سے بچتے ہیں دوسرے ہم کو دنیاوی فائدہ ہوتا ہے۔ نشی چیزوں کے استعمال سے بہت سی رقم فضول خرچی میں صرف ہوتی ہے۔ کسی بوڑھے پرہیزگار سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی عمر میں پرہیزگاری کا عہد باندھا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ جب میں بارہ برس کا تھا۔ کیوں باندھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں چاہتا تھا کہ دنیا میں اوروں کی مدد کروں اور اوروں کو فائدہ پہنچاؤں پر اوروں کو بھی ضرور اس سے فائدہ ہوا ہوگا ٭

یرمیاہ ۳۵ باب - ۱ - ۱۹

مگر جس نے زیادہ فائدہ اٹھایا ہوا ہے وہ میں خود ہوں۔ عہد جو میں نے اس وقت باندھا اور ادا کرتا رہا۔ وہ میرے واسطے بڑے خزانے سے

کہیں مفید تر ہوئی یقیناً سب بزرگ پرہیزگار ایسی ہی گواہی دیں گے۔ اور بچوں اور جوانوں کو لازم ہے۔ کہ ان کو سُن کر اپنی زندگی کے شروع میں ایسا عہد باندھ لیں۔ خدا نے ان رائیکابیوں اُن کی فرمانبرداری اور عہد پر پختہ رہنے کی بڑی شاباش دی۔ اور وہ ایسے ہی اپنے سب لوگوں کے ساتھ جو استباز ی پر قائم رہتے ہیں ویسا ہی اجر دے گا۔

یرمیاہ $\frac{35}{19-7}$

نبل بیوقوف

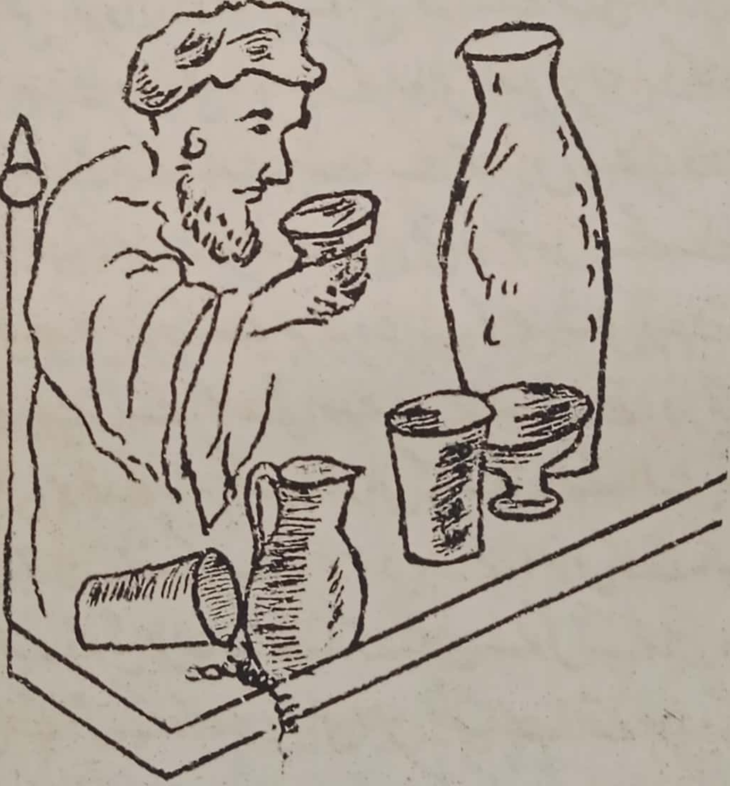

اُن دنوں میں جب داؤد اپنی جانی دشمن ساؤل بادشاہ کے ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بھاگتا تھا۔ نبل نامی دولتمند اس ملک یہودیہ میں رہتا تھا۔

اس آدمی کی بہت سی زمین تھی اور بہت سی بھیڑ بکریوں کا مالک تھا۔ موسم بہار میں اِن گلوں کو کوہ کرمل کے رسیلے گھاس چرانے کے لئے لے جایا کرتا تھا۔ بنفل عالی خاندان اور اُس فرقے کا آدمی تھا جس کا داؤد بھی تھا اور قالب بہت وبندا اور لائق سردار بنفل کا پڑدادا تھا۔ پر وہ اپنے پڑدادا کا سا مزاج نہ رکھتا تھا +

لیکن بڑا سخت اور بدکار گنجوا اور تلخ مزاج تھا۔ شاید اُسکی تلخ مزاجی کی وجہ یہ تھی کہ وہ شرابی تھا۔ کیونکہ الکحل مزاج کو خراب کرنے میں سب سے زیادہ خاصیت رکھتی ہے۔ بنفل کی بیوی اپنے شوہر کی مانند نہ تھی +

بلکہ وہ اچھی سمجھ دار اور خوش رو تھی۔ خدا سے ڈرتی اور ہر طرح سے نیک راستوں پر چلنے والی تھی۔ موسم کے مطابق بھیڑ بکریوں کے بال کاٹتے تھے۔ اور بال کاٹنے کے وقت بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ شام کی شام جب کام سے فراغت ہوتی تھی تو سبھوں کے لئے بہت عمدہ خوراک پکتی تھی جس میں خوشی سے ہر فقیر وغریب کو بھی شامل کر لیتے تھے۔ اور سب کھاتے پیتے گیت گاتے اور خوشی مناتے تھے اور ایک بڑے جلسے کا سا حال ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ بال کترتے وقت ایسا اتفاق ہوا۔ کہ بنفل کو دس جوان ملنے کے لئے آموجود ہوئے۔ انہوں نے اسے سلام کر کے کہا کہ ہم داؤد کی طرف سے مبارک بادی لے کر آئے ہیں داؤد اس وقت ساؤل کے ڈر کے مارے بیابان میں چھپتا پھرتا تھا۔ اور اُس کے پاس اُس کے بھائی بندا اور رشتہ دار جمع ہو کر ایک گروہ بن گئے وہ جنگل میں ایک پہاڑی کھوہ میں رہتے تھے یہ سب داؤد کے مددگار اور دوست ہونے کے مطلوب تھے +

لیکن اتنے سپاہیوں کی رسد کہاں سے پیدا کرتے بعض وقت یہ بہت ہی مشکل ہوتا تھا داؤد اور اُس کے سپاہی اُس ملک میں جہاں نبقل کے گڈریئے اپنے مالک کے گلّوں کو چرانے تھے بسیرا کرتے تھے۔ اور اکثر جب کبھی ڈاکو یا بھیٹ مار اُن گڈریوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے تو داؤد اور اُس کے بہادر ان کے دوست بن کر چھڑایا کرتے تھے۔

بعض اوقات اُن مہربانیوں کے عوض میں داؤد اور اُس کے سپاہیوں کو گلہ بان بطور ہدیہ اُن کے سامنے کچھ چیزیں پیش کرتے تھے وہ ہمیشہ لینے سے انکار نہیں کرتے تھے بلکہ بخوشی لے لیتے تھے۔ لیکن زبردستی کوئی چیز اُن سے نہ لیتے تھے سو داؤد نے اِن دس جوانوں کو نبقل کے پاس اُسوقت بھیجا کہ مؤدبانہ حاضر ہو کر عرض کریں۔ اُن جوانوں نے بڑے ادب سے پیش ہو کر کہا کہ تجھ پر سلام تیرے گھر پر سلام سب پر سلام جو تیرے پاس ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ تیرے پاس بال کترنے والے ہیں اور تیرے گڈریئے جب تک ہمارے ساتھ رہے ان کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اور ان کی کوئی چیز گم نہ ہوگی۔ اب ہم اچھے دن میں آئے ہیں۔ سو جو کچھ تیرے ہاتھ میں آئے اپنے خادموں اور اپنے بیٹے داؤد کو عطا کر۔ بہت سے ایسے سپاہی ہیں جو عرض کرنیکے حاجتمند نہیں ہوتے لیکن زبردستی سب ضرورتیں لے لیتے ہیں داؤد نے تو نبقل کے گلّے بانوں پر بڑی مہربانی کی اور اس بات کے بدلے میں ایک بخشش کی عرض بڑے ادب سے کرتا ہے اگر نبقل ہوش میں ہوتا تو بخوشی اس عرض کو قبول کر لیتا تانکہ آئندہ بھی داؤد اور اُس کے سپاہی اس کے دوست بنے رہتے اور اُسے پناہ دیتے رہتے لیکن وہ شراب پی پی کر متوالا بن گیا تھا اور اُس کی عقل ٹھکانے نہ تھی کیونکہ یہی شراب کا اثر دماغ پر ہوتا ہے وہ

CHRISTIAN STUDY CENTRE
3829

ایک زہر ہے اور عقل کو درست اور راستی پر چلنے نہیں دیتا اکثر شرابی شک اور تصوّر کرتے ہیں کہ لوگ ہمارے برخلاف ہیں اور ہمارا نقصان کرنا چاہتے ہیں اس طرح شراب پینا آدمی کو فسادی اور جھگڑا کرنے والا بنا دیتا ہے۔ جس قدر فساد اور جھگڑے شراب پینے سے ہوتے ہیں اور کسی سبب سے نہیں ہوتے داؤد کی غرض بے جا غرض نہ تھی بلکہ یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا گویا کچھ حق تھا پھر بھی وہ حق کی بات نہیں کرتا بڑے ادب سے مہربانی کی عرض کرتا ہے یہ جوان بھی کمال فروتنی سے پیش آئے لیکن بنفل شرابی تھا اُس نے اُلٹی راہ سمجھکر بڑے غصّے سے جواب دیا۔ داؤد کون ہے اور یسی کا بیٹا کون ہے۔ اِن دنوں میں بہت سے چاکر ہیں جو اپنے آقاؤں سے بگاڑ کر کے بھاگتے ہیں ÷

کیا میں اپنی روٹی اور پانی اور گوشت جو میں نے اپنے بال کترنے والوں کے لئے تیار کیا ہے لے کر اُن لوگوں کو دوں جن کو میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے ہیں بنفل اور داؤد دونوں ہم مذہب اور ہم قوم تھے داؤد کو معلوم تھا کہ بنفل کس قدر مالدار تھا اور اس نے صرف وہی مانگا جو بنفل کے کترنے والوں کو درکار نہ تھا بنفل کے تند اور سخت جواب سے وہ جوان کچھ نہ بولے چپ ہو کر داؤد کے پاس چلے گئے اور بنفل کی تمام باتیں اس کے سامنے پیش کیں اس پر داؤد کو بہت غصّہ آیا اور اس نے کہا تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی تلوار باندھے اُس کے کوئی چھ سَو سپاہی تھے جن میں سے وہ چار سَو سپاہی لے کر چلا اُس کا ارادہ تھا کہ جا کر بنفل کا سب کچھ نیست و نابود کر دے خوش نصیبی کی بات یہ تھی کہ بنفل کا ایک نوکر اِس سے زیادہ عقلمند تھا وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ کہ داؤد گلہ بانوں کا کہاں تک لحاظ کرتا تھا اور یہ بھی

جانتا تھا کہ وہ ناراض ہو کر ہمیں کس قدر نقصان پہنچا سکتا ہے پھر کیا کریں
متوالے نبفل کے ساتھ بات کرنے سے کچھ نہیں بنیگا - سو اُس نے کہا کہ
میں جا کر اُس کی بیوی سے تمام احوال کا ذکر کروں گا سو اُس نے ایسا ہی
کیا اور اُس کے آگے جا کر یہ بھی گواہی دی کہ اُن لوگوں نے ہم سے بہت
نیکی کی ہے کہ ہم نے نقصان نہ پایا بلکہ جب تک اُن کے ساتھ بھیڑ بکریاں
چراتے رہے دن اور رات دیوار کی طرح ہم اُن کی پناہ میں تھے سو اب
سمجھ اور سوچ کہ کیا کرے گی کیونکہ ہمارے آقا اور اُس کے خاندان پر
بلا نازل ہونا چاہتی ہے تب اباجائل جلدی سے اُٹھی اور داؤد کے واسطے
ایک اچھی سی نذر تیار کی تھی کہ اس نے دو سو روٹیاں اور پانچ بھیڑیں
تیار پکائی ہوئی پانچ پیمانہ بھنے ہوئے دانے اور ایک سو خوشے کشمش
کے اور دو سو ٹکیاں انجیروں کی گدھوں پر لادا اور داؤد کی ملاقات کرنے
کو روانہ ہوئی اُس نے خاوند کو کوئی خبر نہ کی کیونکہ اسے اس قدر ہوش
نہ تھی کہ کوئی بات سمجھ لے اُس نے یہ نذر اپنے نوکروں کے ہاتھ آگے
آگے بھیج دی اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر پیچھے پیچھے چلی آئی اتنے
میں داؤد اُس کو اچانک ملا وہ داؤد کو دیکھ پھرتی سے اُتری اور اُس کے
پاؤں میں گری اور اُس نے یہ عرض کی کہ اپنی لونڈی کی بات سنئے سو اُس
نے اپنے اور اپنے شوہر کے لئے معافی مانگی اُس نے کہا کہ میرے
شوہر کا نام نبفل اور جیسا اُس نام ہے سو اس کے ساتھ حماقت ہے۔
کیونکہ جب اباجائل نے اپنے شوہر کے لئے معافی مانگی اور اُس رحمت
اور مہربانی کی دہائی دے کر بڑی عاجزی سے منت کی کہ وہ اپنا انتقام نہ لے
لیکن خدا کے لئے اُس کو چھوڑ دے اور اُس کے گناہ اور بیوقوفی کو فراموش

کردے۔ داؤد نے بدل وجان اُس کو معاف کر دیا اور کہا خداوند مبارک ہے جس نے تجھے بھیجا اور تیری صلاح مبارک ہو کہ تو نے آج کے دن مجھ کو خونریزی سے بچایا اور اپنے ہاتھ انتقام لینے سے باز رکھا اور داؤد نے جو کچھ وہ لائی تھی اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا اپنے گھر سلامت چلی جا کہ میں نے تیری بات مانی سو اباجائل بڑی خوشی وخرمی سے گھر کو واپس چلی گئی کہ اُس نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے اپنے شوہر کی اور اپنے سب نوکروں چاکروں کی جانیں بچائیں جب وہ اپنے گھر پہنچی تو نبقل کی بابت دریافت کیا اور دیکھا وہ گھر میں ضیافت کرتا تھا جس طرح کو بادشاہ ضیافت کرے اور اُس کا دل اُس میں بہت مگن ہوا کیونکہ اس دن بہت پی تھی +

تب اسے اُس نے کچھ نہ کہا جب تک صبح کی روشنی نہ ہوئی دوسرے دن جب اُس کو کچھ ہوش آئی تو اباجائل نے تمام ماجرا اُسکو سنایا نبقل نے جب سنا کہ میری جان اور میرے غلام اور میری جائداد کس قدر نیست ہونے کے خطرے میں تھی اور صرف میری بیوی کی بہادری اور دانشمندی سے ہم سب بچ گئے تو اچانک ایسا بیمار ہو گیا کہ بے ہوش ہو گیا اور دس دن کے بعد مر گیا کوئی سمجھتا ہے کہ اُس کو مرگی تھی کوئی سمجھتا ہے کہ اس کو دل کی بیماری کیونکہ اکثر یہ بیماری شرابیوں کو ہی ہوتی ہے اُس کی زندگی سے کیا فائدہ ہوا۔ عالی خاندان کا تھا مشہور فرقے کا تھا بہت ہی مالدار تھا بہت ہی عیش وعشرت میں رہتا تھا لیکن شراب نے ان تمام نعمتوں کو خوار کر دیا یہاں تک کہ کوئی اس کو دل میں یاد رکھنا بھی نہیں چاہتا تھا ان پر واویلا ہے جو صبح سویرے اُٹھتے ہیں تاکہ نشے بازی کے درپے ہوں اور شام کو بھی اپنے تئیں مے سے سوزاں کرتے اور جشنوں کی محفلوں میں بربط اور بین اور دف اور بانسری مے کے

ساتھ لیکن وے خدا کے کام کو سوچتے نہیں ❊

پہلے سموئیل $\frac{۲۵}{۲۹ - ۱}$

بیت اللحم کا کنواں

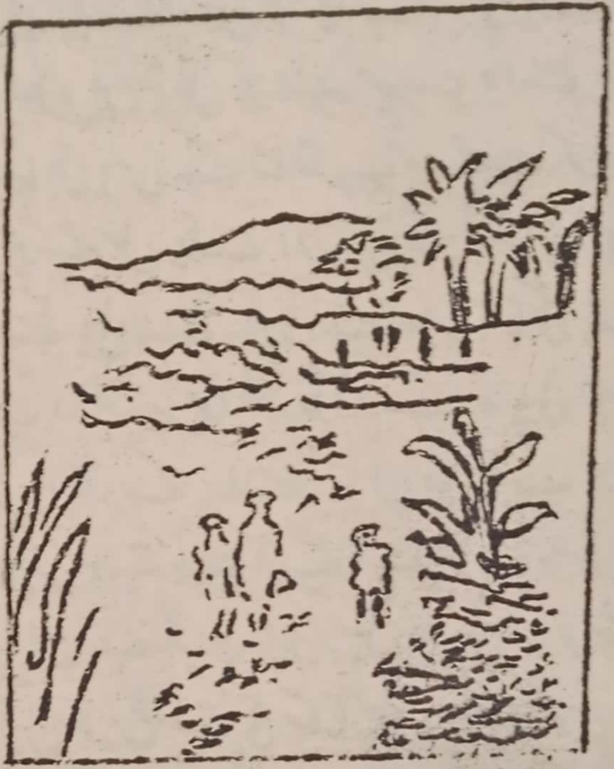

ایک دفعہ کا ذکر ہے جب کہ داؤد ساؤل کے ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بیابان میں چھپ کے رہتا تھا ایک نہایت دلچسپ واقعہ ہوا داؤد اور اس کے بہادر سپاہی عدلام کے غار میں اترے ہوئے تھے یہ جگہ داؤد کے گھر بیت اللحم جہاں کی اس کی پیدائش

تھی دُور نہ تھی لیکن اس کے اور اُس کے درمیان میں فلسطین کی فوج پڑی تھی ایک دن داؤد نہایت تھکا ماندہ گھر آیا اور اُس کے خیال میں اُس کا بچپن کا گھر یاد آیا اور وہ چشمے کہ جس میں سے اس نے سینکڑوں دفعہ اپنے باپ کے گلوں کو پانی پلایا اور آپ بھی پیا۔ وہ تھکا ہوا تھا اور بہت پیاسا تھا۔ وہ بولا کاش کہ کوئی بیت اللحم کے پھاٹک کے کنوئیں میں سے میرے لئے پینے کا پانی لادے۔ اُس کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر ضرور میرے واسطے پانی لادے۔ لیکن اس کے سپاہی اس کے ساتھ بے حد محبت کرتے تھے۔ اور تین آدمی بغیر پوچھے چل پڑے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اُس کے پینے کے واسطے پانی لائے۔ اور اپنے عزیز آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ اب اک عجیب واقعہ یہ ہوا۔ کہ داؤد نے وہ پانی نہیں پیا۔ لیکن ایک نذر کے طور پر خدا کے سامنے اُنڈیل دیا۔ جب داؤد کو معلوم ہوا۔ کہ میں نے بغیر سوچے بات کر کے اپنے عزیز دوستوں کو جان جوکھوں میں ڈالا ہے۔ تو اس نے گمان کیا کہ میں اپنی خوشی پوری کرنے کے لئے یہ پانی کس طرح سے پی سکتا ہوں۔ داؤد کو یہ گمان ہوا کہ یہ میرے دوست نہایت ہی خطرہ میں پڑ گئے تھے۔ اگر ان کی جان نقصان ہوتی تو یہ میرا ذمہ ہوتے اور نہ صرف اُن کا بلکہ اُنکے خاندانوں کا خون بھی میری گردن پر ہوتا۔ اور صرف اِس بات کے پیچھے کہ میں اپنی خواہش پوری کروں۔ پانی جو وہ لائے تھے اچھا میٹھا صاف پانی تھا۔ لیکن اُس کی زیادہ قیمت ہو گئی تھی۔ گویا وہ اُن آدمیوں کا خون۔

ب اُس نے وہ پانی بطور نذر خدا کے آگے انڈیل دیا تو ساتھ
ں کے اُن آدمیوں کی جانوں کے بچنے کی شکرگزاری کر رہا تھا۔
ج کل ہمیں شراب پینے کی بابت اِسی قسم کے خیال رکھنے چاہئیں۔
ں کی قیمت زیادہ ہے نہ روپوں میں نہ پیسوں میں بلکہ جانوں میں
ر انہیں جانوں کے سبب سے جو نقصان ہو گئیں ہیں۔ ہمیں ہرگز
راب نہیں پینا چاہیئے +
حقیقت میں ان تینوں آدمیوں کی جانیں نقصان نہیں ہوئیں
ن کی جورو بیوہ نہیں ہوئیں۔ اُن کے بچے یتیم نہیں ہوئے۔ لیکن
راب کے ذریعہ سے روز بروز جانیں نقصان ہوتی ہیں۔ عورتیں بیوہ
ور بچے یتیم ہو جاتے ہیں +
الکحل چاہے مقدار سے استعمال ہو ہمیشہ نقصان دہ ہے۔ لیکن
رض کرو کہ تھوڑا پینے سے آپ کو کچھ نقصان نہ ہو کہ ایک آدھ
ونز شراب کے پینے سے آپ کو کچھ نقصان نہ ہو تو بھی آپ سمجھ
سکتے ہیں۔ کہ اِس کا پینا ناجائز ہے۔ کئی آدمی کہتے ہیں مجھے اِسکے
ستعمال سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا میں اسے پسند کرتا ہوں اور
ضرور پیئوں گا۔ لیکن داؤد جیسا آدمی اس طرح ہرگز نہیں کرے گا
وہ اپنے دِل میں یہ ضرور سوچیگا کہ جس حال کہ الکحل نے اتنے لوگوں
کے جسم اور روح کو برباد کر دیا تو بھی اسے چھو نہیں سکتا۔ یہ
وہ چیز ہے کہ جس سے میرے اتنے بھائی بہنوں کی جانیں نقصان ہوتی
ہتی ہیں۔ میں اِس کو محض اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لئے
ہرگز استعمال نہیں کر سکتا۔ احبار۔ ۱۹ باب اسکی ۔۱۸۔ آیت میں

یوں مرقوم ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کو اپنی مانند پیار کر۔ اگر ہم اِس کہنے کے موافق اپنے جیسی اپنے پڑوسی سے محبّت رکھینگے۔ تو اُس شراب کو کہ جس سے ہزارہا لاکھہا لوگوں کی جانیں غرق ہوئیں کبھی ہاتھ نہیں لگائیں گے ٭

پہلے تواریخ ۱۵ — ۱۹

گستاخ

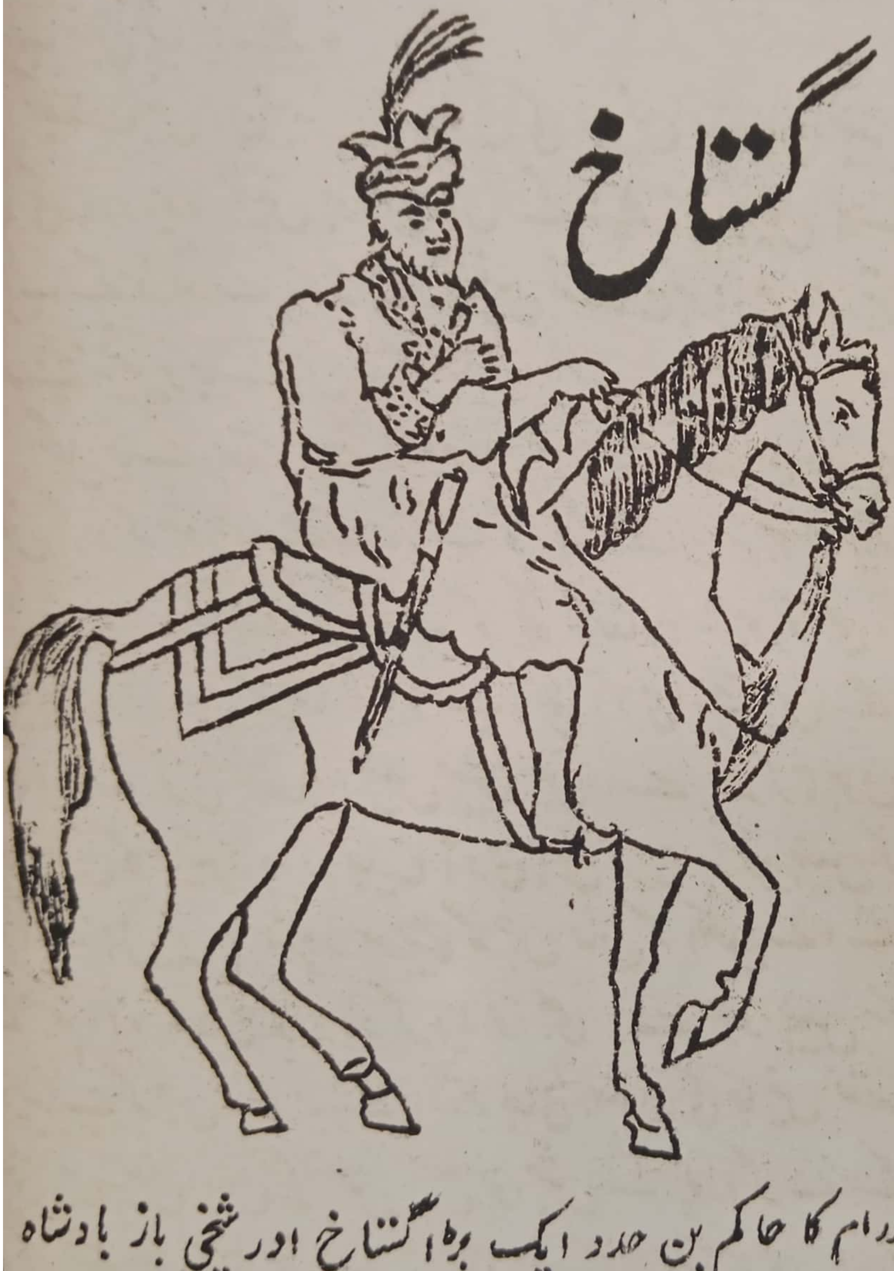

ادوام کا حاکم بن حدد ایک بڑا گستاخ اور شیخی باز بادشاہ

تھا اُس نے غرور کیا کہ میں بنی اسرائیل پر حملہ کر کے ضرور جیتونگا۔ اُس نے اپنے ساتھ بتیس[۳۲] اور بادشاہ یا نواب جو اس کے زیرِ حکومت تھے اپنے شرکار بنا لیے اور خود سب کا گروہ تھا۔ اِن سب بادشاہوں نے مل کر ایک بڑی فوج جمع کی کئی پیادے کئی سوار کئی رتھ والے تھے۔ جب اسرائیلی لوگوں نے اتنی بڑی فوج کے آنے کی خبر سُنی تو ان کا دِل پانی ہو گیا۔ اُن کا بادشاہ بنام اخی آب تھا۔ جو کہ خُدا کا بہت گنہگار تھا۔ بادشاہ کو بھی کوئی امّید نہ رہی اور اس نے ہمت ہار کر اپنے دارلخلافہ سامریہ میں اپنی فوج کو بند کر دیا۔ بنی حدد نے اپنے قاصد کے ہاتھ بے عزتی کا پیغام بھیج دیا۔ قاصد نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ بنی حدد یوں فرماتا ہے کہ تیرا روپیہ تیرا سونا اور بیویاں اور بچے سب میرے ہیں۔ بلکہ میرے سب خادم تیرے پاس آئینگے۔ اور تیرے گھر کی تلاشی کرینگے اور جو کچھ اُن کی نگاہ میں ہوگا۔ وہ اپنے قبضے میں لے جائیں گے۔ چونکہ اخی اب بہت بیدل ہو گیا تھا اُس نے جواب میں یوں پروانہ بھیجا۔ کہ منظور ہے۔ جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب کچھ تیرا ہی ہے۔ بنی حدد نے جب اُس کی عاجزی کو دیکھا تو اور بھی گستاخ ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ میرے سامنے لاچار اور بے بس ہے۔ سو اس نے اُسے اور بھی دھمکایا لیکن اخی آب جیسا لاچار اور بے بس بادشاہ اِس قسم کی گستاخی اور ظلم کو برداشت نہ کر سکا۔ اور اس کی جان میں بھی جان آگئی اس نے اپنے سب افسروں اور بزرگوں کو جمع کیا اور صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور ان عہدہ داروں نے یہ سن کر

غصہ کیا اور کہا اُس کی مت سن اور مت مان چنانچہ انہوں نے
بن حدد کے قاصدوں سے کہا یہ بات مجھ سے نہیں ہو سکتی سو قاصد
روانہ ہوئے اور یہ جواب دیا۔ بنی حدد اس غرور میں تھا کہ میں ضرور اس
کو شکست فاش دے سکتا ہوں۔ اس نے خبر دی کہ میں ابھی آتا ہوں
اور اپنی فوج لے کر چڑھائی کرونگا کہ سمرون کی مٹی مٹھی بھی
کافی نہ ہوگی۔ اس پر بنی حدد کو اخی آب نے یہ مثل یاد دلائی کہ تم
اُس سے یہ کہنا کہ جو ہتھیار باندھتا ہے۔ اُس کی مانند فخر نہ کرے جو
اسے اتارتا ہے۔ جب وہ قاصد یہ جواب لے کر بنی حدد کے پاس
واپس آیا تو اُنہوں نے دیکھا کہ بنی حدد اور اس کے شرکا ۳۲ بتیس
بادشاہ اس فخر میں کہ فتحیابی ضرور ہوگی اُس کی خوشی مناتے تھے۔
اور بہت کھاتے اور شراب پیتے تھے۔ بنی حدد نے حد سے شراب
پی پی کر اپنے ہوش و حواس کو قابو سے باہر کر دیا۔ اور اس کو کسی
بات کے لحاظ کرنے کی ہوش نہ رہی۔ اور اس نے حکم دیا کہ حملہ
کیا جاوے جب اخی آب نے یہ بات بنی حدد سے سنی تو
اس کے دل میں کس قدر خوف آیا ہوگا۔ وہ جانتا تھا کہ میری فوج
چھوٹی ہے اور ایسی طاقت و لیاقت نہیں رکھتی کہ جس سے ایسے
مضبوط دشمن کا مقابلہ کرے پر عین موقعہ پر خدا کا نبی پیغام لے کر
آیا۔ اور کہا خداوند یوں فرماتا ہے کہ یہ بڑا گروہ تو نے دیکھا میں آج
کے دن اسے تیرے ہاتھ گرفتار کروں گا۔

یہ پیغام سن اخی آب بادشاہ اور اس کے لوگوں کے دلوں
میں مضبوطی آئی۔ اور بادشاہ نے نبی سے یہ بھی پوچھا کہ خدا یہ کام کس

کے ذریعہ سے کریگا۔ وہ بولا کہ جوانوں کے ذریعہ سے۔ وہ جوان تھوڑے تھے اور جنگی کام میں ناتجربہ کار تھے۔ لیکن خدا چھوٹوں اور کمزوروں سے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنا پورا بھروسہ خدا پر رکھیں۔ آج کے دن بھی خدا اس قدر تیار ہے کہ ہندوستان کے جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو استعمال کرے۔ جس قدر کہ ان دنوں میں تھا اور جیسا کہ خدا نے اس وقت اپنا کام کرنے کو اُن کمزور وسیلوں کو اختیار کیا ہندوستان کے جوان لڑکوں اور لڑکیوں ہاتھ سے اپنا کام کرنے کو تیار ہے۔ دوپہر کے قریب یہ چھوٹی سی فوج اُن قوی دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کو نکلی۔ چونکہ بن حدد اور اس کے ساتھی شراب پی پی کر متوالے بن گئے تھے۔ اس لئے ان کو نہ کچھ خبر اور نہ کچھ پرواہ تھی۔

ایک سپاہی نے اُس کو خبر دی کہ اسرائیلیوں کا ایک گروہ ہماری طرف آرہا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ اگر وہ صلح کیواسطے نکلے ہیں تو ان کو پکڑ لو اگر جنگ کے واسطے نکلے ہیں تو بھی پکڑ لو۔ اسے خیال غالب تھا کہ وہ ان کو شکست دے سکتا ہے۔ شراب پینے کا یہی اثر ہے۔ کہ آدمی کسی بات کا اندازہ نہیں کر سکتا چنانچہ اس کے سبب سے وہ بہت جلد باز ہوجاتا ہے۔ یہ جوان کوئی اڑھائی سو کے قریب تھے اور بے خوف چلے جا رہے تھے۔ ان کو تسلّی تھی کہ وہ خداوند کے حکم سے یہ کام کرنے کو جا رہے ہیں۔ اخی آب کی کل فوج تقریباً سات ہزار تھی۔ یہ ان دشمنوں کے لاکھوں سپاہیوں کے سامنے کیا تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔

کہ دشمنوں کے سرگروہ افسر شراب میں بے ہوش اور اُن کی تمام
فوجیں گھبراہٹ میں تھیں۔ مگر اسرائیلی سپاہی ہوش اور جوش میں
آکر ان پر ٹوٹ پڑے اور سب کو بھگا دیا۔ وہ اپنے مال اور
اسباب اور گھوڑے وغیرہ چھوڑ کر بھاگ اُٹھے اور اسرائیلی اُن کو
رگیدتے ہوئے گئے اور بیشماروں کو مار ڈالا۔ اُس شیخی باز بنی حدد
کو کیا ہوا۔ اس کو ایسی سزا نصیب ہوئی کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ
نکلا۔ اور اپنی جان بچائی۔ خیال غالب ہے کہ بعد میں اُس کے دِل
میں یہ خیال پیدا ہوا ہو گا۔ کہ کاش کہ میں اپنا کام دل لگا کے کرتا
اور اپنی ہوش شراب پی پی کر اُڑا نہ دیتا۔ اور اپنی فوجوں کو نیست
ہونے نہ دیتا پیشتر ہم نے سیکھا ہے۔ کہ اپنی بہتری کے لئے شراب
سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ بنی حدد کے بیان سے ہمیں اس سے پرہیز
کرنے کا اور بھی یہ سبب نظر آتا ہے کہ ایک آدمی کی بدپرہیزی سے
کل ملک پر بربادی اور شکست کا خطرہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ یسعیاہ ۲۸-
۷ آیت میں یوں مرقوم ہے۔ لیکن یہ بھی میخواری سے ڈگمگاتے اور نشہ
میں لڑکھڑاتے ہیں۔ کاہن اور نبی بھی نشہ میں چور اور مے میں غرق
ہیں۔ وہ نشے میں بھولتے ہیں۔ وہ رویت میں خطا کرتے ہیں اور عدالت
میں لغزش کھاتے ہیں ؛

پہلے سلاطین ۲۰ باب ۱ سے ۲۱

ضیافت میں موت

صاحب حاضر ہیں

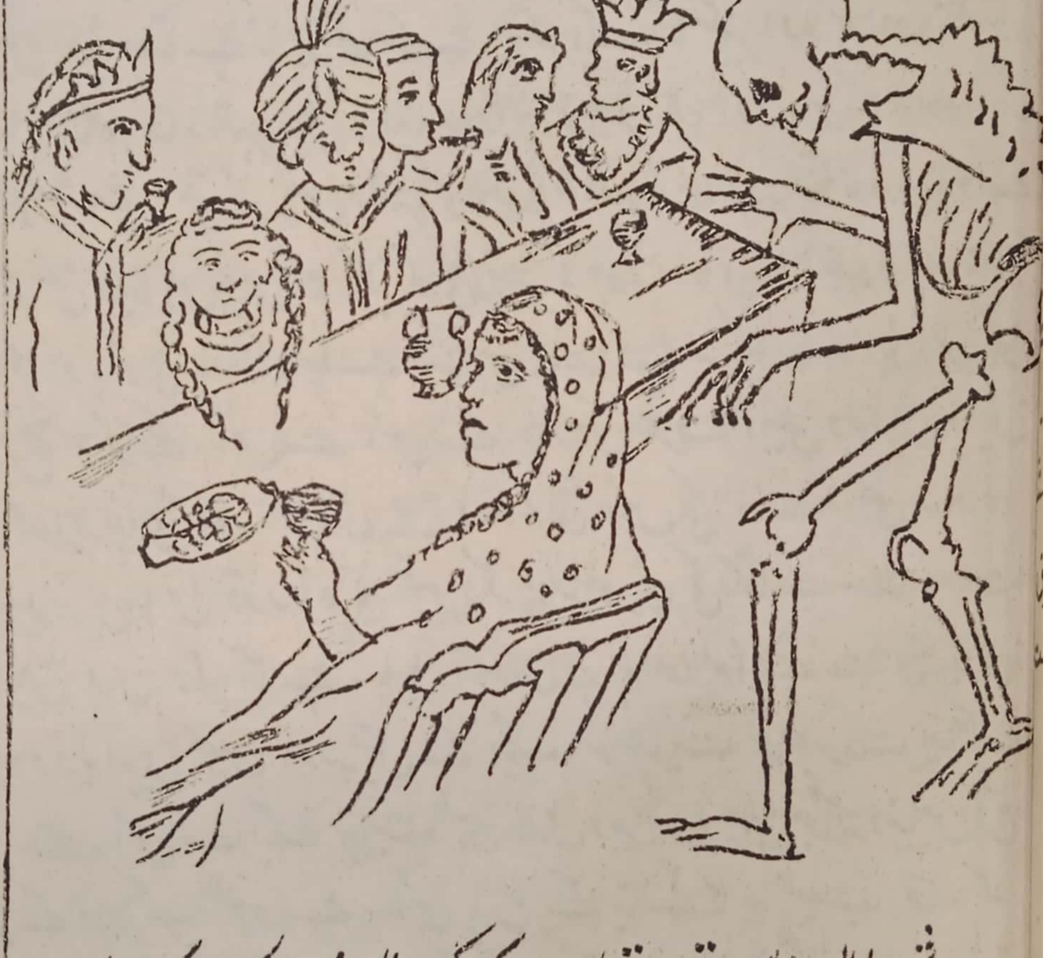

شہر بابل اِس قدر قدیم ہے کہ کسی علم نہیں کہ وہ کب آباد ہوا۔ زمانہ قدیم میں کاغذ اور کتابیں قلم و دوات نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ بڑے بڑے عالم لوگ اینٹوں اور پتھروں پر خطوط وغیرہ لکھا کرتے

تھے۔ ان میں سے بعض رقیمین آجکل کھودتے وقت موصول ہوتی ہیں اور کوئی اچھا عالم و فاضل شخص اس کو پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے کے حال ہمیں دریافت ہو جاتے ہیں۔ ایک ایسی اینٹ جس پر شہر بابل کا ذکر ہے۔ چار ہزار برس قبل از مسیح لکھی ہوئی ملی۔ تم جغرافیہ میں دیکھ سکتے ہو کہ ایشیا کے ملک کا شہر دریائے فرات پر واقع ہے۔ یہ وہ بابل ہے جس کا ذکر پیدائش۔ ۱۱ باب۔ ۹ آیت میں پایا جاتا ہے۔ بنوکد نضر نے جو کہ ایک عالمگیر اور بہت مشہور بادشاہ تھا۔ شہر بابل کو اپنا دارالخلافہ مقرر کیا اور اس کا ارادہ اور کوشش تھی کہ اس شہر کو ایسا خوبصورت اور شاندار بنا دے کہ کل دنیا میں اس کا نظیر کوئی شہر نہ ہو۔ اور ایسا مضبوط قلعہ بنا دے کہ اور کوئی بادشاہ چاہے کتنا ہی بہادر اور دلیر کیوں نہ ہو اُس کو فتح نہ کر سکے۔ اُس نے اُس کے چاروں طرف ایسی دیوایں بنائیں کہ اونچائی اور مضبوطی میں اور کوئی اُس کی مانند نہ تھی۔ وہ دیواریں اس قدر اُونچی تھیں کہ یرمیاہ نبی کی کتاب۔ ۵۱ - ۵۳ میں یوں ذکر آتا ہے۔ بابل آسمان پر چڑھا ہوا ہے۔ بڑی بڑی دو دیواریں تھیں اور پیتل کے ایک سو نہایت خُوبصورت پھاٹک تھے۔ اُس نے ایک نہایت ہی قابل دید باغ بنایا جو کہ دنیا میں آج کے دن تک مشہور ہے۔ اُس باغ کے بنانے کا یہ سبب تھا۔ کہ اس بادشاہ کی ایک رانی تھی۔ تو اس کا دل نہیں لگتا تھا وہ اپنے پہاڑوں کے واسطے اور اُن کی طراوت اور ٹھنڈے چشموں کی اور ہرے ہرے گھاس اور بڑے بڑے درختوں کے واسطے

غم کرتی رہتی اور تسلی نہیں پاتی تھی۔ سو اُس کے دل کے بہلانے کے لئے بادشاہ نے شاہی شہر کے اندر اندر یہ عجیب باغ بنوایا اس نے پہاڑ کی مانند اُونچی اُونچی جگہیں بنائیں۔ اُس میں اُس نے ایک مشین کے ذریعہ سے اُس میں پانی کی نہریں اور چشمے جاری کئے۔ اور اُس میں درخت اور خوشنما پھول لگائے پھر اُس کے بیچ میں رانی کے واسطے ایک بڑا خوبصورت محل بنایا۔ اس اُمید سے کہ رانی تصوّر کرے کہ میں اپنے پہاڑی ملک میں رہائش کر رہی ہوں۔ از بسکہ بابل شہر ایک ایسا عجیب وغریب اور مضبوط شہر بنا کہ خیال غلط تھا کہ کوئی اور بادشاہ اس پر نہ چڑھ سکیگا۔ اور اس پر قبضہ نہ کر سکیگا۔ لیکن پیشتر بھی یہ شہر غرق ہوا اور اس کی بربادی ہولناک ہوئی۔ اس کی شکست کا بیان ایک یونانی مورخ بنام زینوخاں کے نوشتوں میں یوں پایا جاتا ہے۔ فورس ایران کا ایک نامور بادشاہ تھا۔ جس نے اپنے بچپن میں اپنے دادے کے شاہی دربار میں دادے کے ہاتھ سے شراب پینے سے انکار کر دیا۔ یہ لڑکا ایک مشہور اور دلاور بادشاہ بنا۔ جس نے کل دنیا کو فتح کر لیا۔

اس کو بابل فتح کرنے کی خواہش بھی تھی۔ سو اُس نے اپنی سب فوجوں کو لے کر بابل شہر کو گھیر لیا اور معلوم کیا کہ ایسی مضبوط اور اُونچی دیواروں کے اندر کس حکمت یا تجویز سے جانا ہوگا۔ ورنہ سینہ زوری سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ شہر بابل کے بیچوں بیچ دریائے فرات بہتا تھا اور وہ بہت ہی گہرا اور خوفناک

دریا تھا۔ فورس اور اُس کے ایک مصاحب نے بعد سوچ کے
یہ تجویز نکالی شہر کے باہر دار ایک بڑی نہر کھودی اور دریائے
فرات کے پانی کو کھینچ کر دریائے فرات کو خشک کیا جاوے
سوانہوں نے ایسا ہی کیا ہزارہا قلیوں کو لگا کر ایک نہر
جلدی کھودی اور اس کے اوپر جگہ بہ جگہ بُرجیاں بنائیں
اِس لئے کہ شہر کو یہ دھوکا دیا جاوے کہ یہ انتظام فصیل
باندھنے کا ہے شہر کے لوگ ہنستے تھے چونکہ وہ جانتے تھے۔
کہ کچھ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ شہر کے اندر ہمارے واسطے خوراک
برسوں کے لئے کافی ہے۔ اتنے میں بنوکدنظر کا انتقال ہو گیا۔
اور اُس کی جگہ اُس کا پوتا بیلشفر تخت نشین ہوا۔ اور وہ اپنے
دادے کی طرح دانا اور پرہیزگار نہ تھا۔ دانیل۔ ۵۔ ۱۔ آیت میں یوں
مرقوم ہے۔ بیلشفر بادشاہ نے اپنے امرار کی جو کہ ایک ہزار تھے۔
بڑی دھوم دھام سے مہمان نوازی کی اور ان ہزار شخصوں
کے سامنے مے نوشی کی۔ جب اُس شراب کے زہر سے بادشاہ
کے حواس قائم نہ رہے۔ تو اُس نے ایک بڑی بھاری بیوقوفی
کی۔ کہ اُس نے اُن ظرفوں کو منگایا۔ جن کو کہ اُسکا دادا بنوکدنظر
بادشاہ شہر یروشلم سے لایا تھا۔ یہ ایسے سونا وچاندی اور پیتل اور
لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی ستائش کی۔ تب ایک
عجیب ہولناک واقع ہوا۔ اُسی گھڑی کسی آدمی کے ہاتھ کی
انگلیاں ظاہر ہوئی اور انہوں نے بادشاہی محل کے گچ پر لکھا۔ اور
بادشاہ نے اس ہاتھ کو لکھتا تھا دیکھا۔ تب بادشاہ کے چہرہ کا

رنگ اڑ گیا۔ اور اُس کے خیالات اُس کو پریشان کرنے لگے۔ اور اُس کے گھٹنے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ بادشاہ نے بڑی آواز سے چلّا کر کہا کہ نجومیوں اور فالگیروں کی حاضر کریں۔ کہ اِس عجیب نوشتہ کا حال کھولیں۔ جب وہ حاضر ہوئے۔ تو بادشاہ نے ان سے وعدہ کیا۔ کہ جو کوئی اِس لکھے ہوئے کا ایک لفظ بھی پڑھے اور اس کا مضمون بیان کرے ارغوانی خلعت پاویگا۔ اور اُس کے گلے میں سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی۔ اور مملکت میں تیسرے درجے کا حاکم ہوگا۔ پر کوئی اُن میں سے نہ تھا۔ جو کہ اُس لکھے ہوئے کا ایک لفظ بھی پڑھے۔ اِس پر بادشاہ اور بھی گھبرایا۔ اور جانتا نہ تھا کہ کیا کردں۔ اتنے میں ملکہ نے یہ خبر سنی اور جشن گاہ میں آ کر بادشاہ کو تسلی دے کر کہا۔ کہ دانیل جو بیلشفر کے باپ بنوکدنظر کے دفتر میں سب نجومیوں کا سردار تھا بلایا جاوے۔ تاکہ وہ اُس کا مطلب بیان کرے۔ سو بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ جب دانیل اندر آیا۔ تو بادشاہ نے اس سے بھی انعام کا وعدہ کیا۔ دانیل نے انعام لینے سے انکار کیا۔ لیکن اُسی وقت لکھے ہوئے کو پڑھا۔ اور اُس کا مطلب بیان کیا۔ کہ یہ ہاتھ خداوند خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ اِس لئے کہ بادشاہ کے دِل میں عاجزی نہ تھی اور کہ اس نے ان پاک ظرفوں میں شراب پی اور پلائی۔ اور جھوٹے معبودوں کی حمد کی۔ دانیل نے اُس پر یہ ظاہر کیا۔ کہ اِس لکھے ہوئے کا پیغام یہ ہے۔ کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اسے تمام کیا اور مادیوں اور فارسیوں کو دے دی ہے *

اب ہم پڑھیں گے۔ کہ اُس ایرانی مورخ زینو خاں اس واقع کی بابت یہ لکھتا ہے۔ اب وہ نہر کھودی گئی تھی۔ اور فورس نے یہ سن کر کہ آج شہر کے محل میں ایک بڑی بھاری ضیافت ہو رہی ہے۔ جس میں سب امراء اور وزراء شراب پی کر متوالے ہو رہے ہیں۔ اپنے ہمراہ کئی وفادار سپاہی لے کر رات پڑتے وقت اسی دریائے فرات کو کھولا تاکہ پانی نہر کے بیچ میں آجائے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ دریا کا سب پانی اسی راستے سے نکلا۔ اور دریا خشک ہوگیا۔ سپاہی اس راہ سے شہر میں گھس آئے کیا پیادے اور کیا سوار فورس بادشاہ نے اپنے افسروں کو لکھا۔ کہ اگر اس شہر کے سب لوگ جاگتے ہوں تو بھی ہم ان کو شکست دے سکتے ہیں۔ لیکن اب ہم اُن پر اس حالت میں حملہ کریں گے۔ کہ اُن میں سے اکثر سوتے ہونگے اور اکثر مے پی کر متوالے ہوگئے ہونگے۔ اور سب گڑبڑی اور گھبراہٹ میں ہونگے۔ اور آؤ اپنے ہتھیار لیکر آگے بڑھیں۔ دیکھو میں رہبر ہوں۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ کہ ایسے مضبوط کو کس طرح شکست ہوتی لیکن زینو خاں کے بیان میں اُنکی شرابی حالت کا ذکر بار بار آتا ہے۔ بائبل مقدس کے بیان میں بھی ہم اس کا وہی ذکر پڑھتے ہیں۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کس طرح اپنے آپ کو بچائے۔ اوّل تو اس زہر الکحل سے اُس کا دماغ سن ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ایسا خطرہ محسوس نہیں کر سکتا۔ دوئم اگر وہ اپنے خطرے کو محسوس کرے بھی تو بھی اس سے بچنے کی طاقت نہیں

رکھتا - امثال - ۳۱ - ۴ - میں یوں لکھا ہے - بادشاہوں کو میخوری لائق نہیں اور نشہ والی چیزیں شہزادوں کو لائق نہیں +

قریباً پچّیس صدیاں گزر چکی ہیں - جب کہ خورس بادشاہ سوکھے ہوئے دریا کی راہ سے بابل کے اندر گھسا - اس لئے کہ اس کے بادشاہ و امرار و وزار شراب پی پی کر متوالے ہوگئے ہوئے تھے - اس زمانے سے لے کر آج کے دن تک شراب کا وہی کام ہوتا ہے - یعنی آدمیوں کے دماغوں کو سن اور جسموں کو ناتواں کرتی رہتی ہے - امید ہے کہ ایسا نہ ہوتا رہیگا - اس لئے کہ دنیا کی سب قومیں اس بات کو محسوس کرنے لگ گئیں ہیں - کہ شراب کے استعمال سے سوائے نقصان اور بربادی کے کچھ بن نہیں پڑتا - اور اس مضر چیز کے استعمال کو بند کرنے کے لئے خدا ایسا ہی کرے +

دانیل $\frac{۵}{۳۱-۱}$

دوسرا باب

ابراہیم لنکن

دنیا کے نامور آدمیوں میں سے ابراہیم لنکن ایک ہے۔ جس کی مشہوری اور قدر صرف اس کی پیدائشی ملک ہی کے اندر نہیں بلکہ عالمگیر ہے شاید کوئی ملک ہوگا جہاں کہ اس کا نام افضل نہ سمجھا جاتا ہو۔ لنکن صاحب کی پیدائش کسی ایسے شہر میں جہاں کہ بڑے بڑے سکول یا کالج ہوتے ہیں نہیں ہوئی تاکہ وہ علم حاصل کرے۔ لیکن وہ ایک ایسے جنگل میں پیدا ہوئے جہاں کہ کوئی سکول نہ تھا۔ اور وہ نہایت مشکل سے

اور محض اپنی کوشش سے انہوں نے تعلیم حاصل کی +

ان دِنوں اس ملک میں کتابیں بھی بہت کم ہوتی تھیں۔ وہ اپنے کبھی دوست سے کتاب لینے کے لئے پانچ چھ کوس سفر بڑی خوشی کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ کہ اس کی مشق کرکے پھر واپس کرے۔ اور چونکہ کتابیں تھوڑی ہوتی تھیں۔ اس لئے جتنی کتابیں اس کے آجاتیں پڑھا کرتا تھا بلکہ ان کو بار بار پڑھا کرتا تھا۔ اور ایک دن ایک کتاب اس کے ہاتھ آئی۔ جس کا نام تعزیرات امریکہ ہے۔ اس نے اس کو باربار پڑھا اگرچہ وہ جوانوں کے لئے بے مزہ کتاب ہے تو بھی اس نے بڑی خوبی سے پڑھا اور اسی سے اس کے دل میں وکیل بننے کا شوق پیدا ہوا +

لنکن کی جوانی کے دِنوں میں شراب پینے ایسا رواج تھا جیسا کہ تمباکو ہندوستان میں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ آپ ہی نہیں بلکہ اپنے ننھے ننھے بچوں کو بھی پلاتے ڈاکٹر مریضوں کو ہر دوا میں ملا کر پلاتے تھے۔ اگر آدمی کو سردی لگی ہوئی ہو تب۔ اگر بخار ہو تب۔ اگر دست ہوں تب۔ اگر زکام ہو تب۔ اگر بدہضمی ہو تب بھی شراب ہی دیتے تھے +

بازاروں میں تو ایسی عام بکتی تھی کہ ہر دکان پر بوتل ہی بوتل عام کھانے پینے کی چیزوں کی طرح نظر آتی تھیں۔ سرکار کی طرف سے سپاہیوں کو رسد کے ساتھ یہ ضروری رسد بھی سمجھ کر دی جاتی تھی۔ یہاں تک جائز قرار دی گئی تھی کہ

پادری لوگ میزوں پر برابر پیتے تھے۔ اور ہر ایک خوشی اُسکے ذریعے منائی جاتی تھی۔ اگر لنکن صاحب دیکھا دیکھی کام کرنے والا ہوتا تو وہ بھی شراب کا عادی ہو جاتا۔ ولیکن وہ تو خود لائق تھا۔ آپ بھی سمجھتا سوچتا تھا اور جب اس نے شراب کی برائی دیکھی تو کوئی اسے منوا نہیں سکتا تھا +

دانیال نبی کی طرح اُس نے اپنے دِل میں پختہ اِرادہ باندھ لیا کہ میں اپنے آپ کو اِس ناپاک چیز سے ناپاک نہ کرونگا۔ لنکن صاحب کی کامیابی اور سرداری کا ایک راز یہ تھا کہ جب کسی بات کو اپنے دِل میں راست اور درست سمجھتا تھا اس پر ایسی پختگی سے کاربند ہو جاتا کہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا +

اُس زمانے میں ٹمپرنس سوسائیٹیاں نہیں تھیں۔ نہ شراب کی بُرائیوں کی کتابیں و اخباریں چھاپی جاتی تھیں۔ اگرچہ لِنکن سترہ سال کا تھا۔ تو اُس کے دِل میں شراب کی برائیوں کی بھڑک اٹھی۔ اِس واسطے اُس نے لکچر زبردست دیا۔ کہ تمام اخباروں میں ایسا چھپ کر شائع ہوا۔ کہ زمین و آسمان میں ایک گونج اٹھ گئی۔ اور لوگ جاگ اٹھے اور اُس نے ٹمپرنس سوسائیٹیاں ایجاد کیں +

اگرچہ لنکن صاحب اِس قدر پرہیزگار تھا تو بھی وہ شراب کے شکاریوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ رحمت اور ہمدردی کی نظر سے دیکھتا ایک دِن کا واقعہ ہے کہ لنکن اور اس کے کئی دوست گھر جا رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ راہ

کے کنارے ایک متوالا بیہوش پڑا ہے دوستوں نے کہا کہ
اس کو چھوڑ دے کہ یہ اپنے کئے کا پھل پا رہا ہے۔ تو اُسکو
رحم آیا کہ یہ رات کی سردی کے سبب سے مرجائیگا۔ اپنے
کاندھے پر اٹھا گھر لے جا کے اس کی ساری رات خدمتگذاری
کی۔ صبح سویرے جب اس کو ہوش آئی تو اپنے کئے پر پشیمان
ہوا۔ اور لنکن صاحب سے عہد باندھا اور اس نے ساری عمر
پھر کبھی شراب کو مُنہ نہ لگایا۔

ایک نیک عمل ہزار ہا کہنے کی باتوں سے افضل اور بہتر
ہے۔ بلاشک:۔

لنکن صاحب کا سب سے مشہور اور بڑا کام اُن لاکھوں
غلاموں کو جو کہ امریکہ کے حبشی لوگ تھے آزاد کرنا تھا۔ اور اُس
نے شراب کے پیتے ہی غلاموں کو شراب سے آزاد ہونے کا
جوش دلایا۔ لنکن صاحب جب گدی نشین ہوا۔ تو اُس کے سب
عہدہ دار مبارک بادی دینے آئے تو اُس نے بجائے شراب
کے گلاس اٹھا کے کہا.......... ایک دلچسپ موقع ہے
اور مناسب اور لازم ہے کہ ہم میں ایک دوسرے کی خوش
نصیبی و عمر درازی پیویں سو میں آپ سبھوں کے آگے وہی
چیز پیش کرتا ہوں۔ جسے خدا نے ہمارے بابا آدم اور حوّا کے
لئے پیدا کیا پر تندرستی و خوش نصیبی یہ خالص پانی کس کام
کے لئے ہے

پریزیڈنٹ لنکن کو ایک سمندر کا سفر کرنا پڑا۔ اکثر لوگ بہت

بیمار ہو جاتے ہیں اور اس جہاز کے افسر نے اسے عرض کی
تھی کہ آپ تھوڑی سی شراب پی لیویں کہ اس بیماری کے
لئے یہ کافی دوا ہے۔ لنکن صاحب نے کہا نہیں نہیں میں نے
خشکی میں اسی دوائی کے پیئے ہوئے کتنے ہی لوگوں کو بیمار دیکھا
ہے میں اسے نہیں پیتا +

یاد رہے کہ لنکن صاحب نے جب کہ ان حبشیوں کو آزاد کیا
تھا۔ تو اس کے بہت لوگ دشمن اسی سبب سے بن گئے یہاں
تک کہ کسی نے اُسے پسٹول سے مار ڈالا +

ہم جان سکتے ہیں کہ ان کے دِل میں کس بات کی خواہش تھی۔
جس دن کہ اُس نے مرنا تھا۔ اُسی دن اس نے اپنے پادری
صاحب سے یہ ذکر کیا کہ پادری صاحب خدا کی مدد سے ایک
بڑا بھارا کام ہو گیا۔ یہ حبشی غلام آزاد ہو گئے اور ایک اور
بھاری کام باقی ہے۔ جب یہ کام جو ہو رہا ہے ختم ہو جائیگا تو
دوسرے غلاموں کو جو کہ شراب کے غلام ہیں۔ آزاد کرنے کے
لئے کمر باندھیں گے۔ میں اِس موذی چیز کی خرید و فروخت
کے بند کرنے کے لئے اپنا تن من دھن سب قربان کرنے کو
تیار ہوں پچیس سال ہو گئے کہ میں نے اپنی جوانی میں اپنے
خدا سے دو دعائیں مانگیں کہ اے خداوند تو مجھے وہ دن دِکھا
کہ میرے پیارے ملک میں ایک بھی غلام اور شرابی نہ رہے
اور میری پہلی دعا خدا نے سن لی اور مجھے دوسری کی پوری
امید ہے +

خداوند کی مرضی نہ تھی کہ وہ نیک آدمی اس مبارک دن کو دیکھے

اب ستر سال کے بعد امریکہ میں شراب کی ممکن ممانعت ہے اس میں بنانے خریدنے بیچنے پینے کا حکم نہیں۔ آگے جہاں بردری اور شراب کی دوکان ہوتے تھے اب اُسی جگہ فائدہ بخش چیزوں کے کارخانے اور دوکان بن گئے ہیں۔ آگے جو آدمی شراب کے واسطے سب پیسے اُڑا دیتا تھا اب اپنی بیوی بچوں کی پرورش سلئے خرچ کرتا جن گھروں میں تنگی اور ہلاکت تھی اب ان گھروں میں برکت و خوش نصیبی ہے۔

سفید جہاز

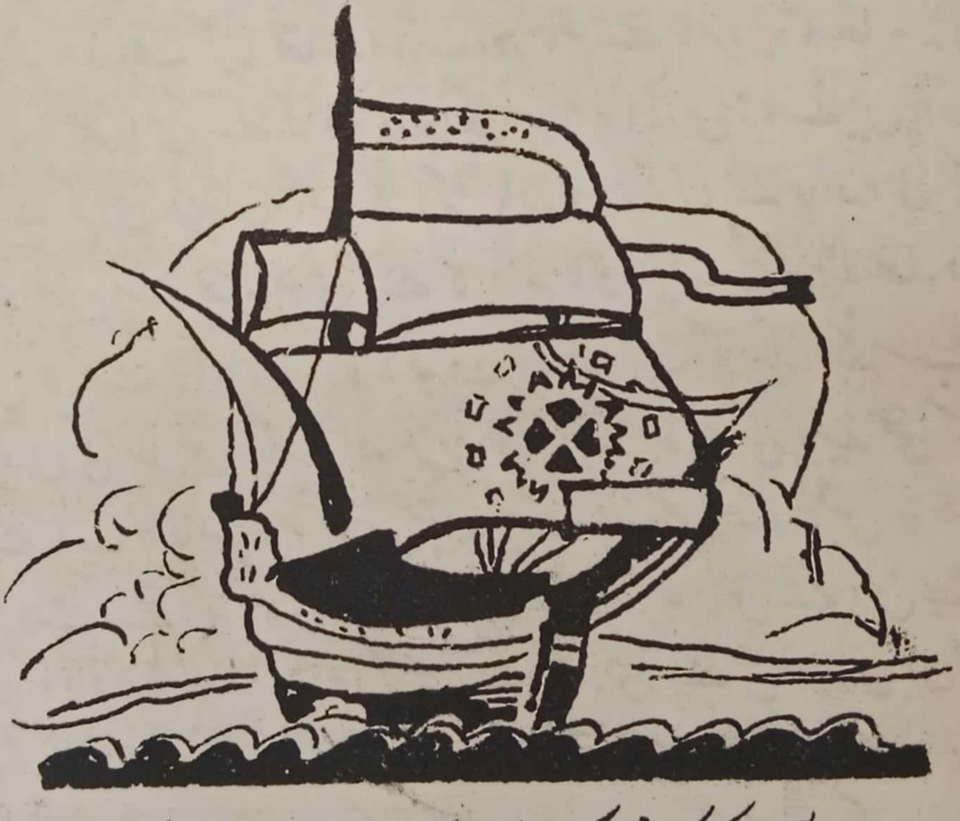

ہماری آج کی کہانی ایک بات کا بیان ہے جو آٹھ سو سال ہوے

واقع ہوئی۔ قدیم وقت میں انگلستان کا ایک حاکم بنام ہنری اوّل۔ جو ولیم واکا کرول کا بیٹا تھا۔ ہنوی پہلا ایک بہادر جنگ دار بادشاہ تھا۔ اور اکثر اپنے دشمنوں پر فتح پاتا تھا وہ اپنے ملک کا اچھا حکمران تھا۔

اور اس کے لوگ اس سے ڈر کے اُس کے فرمانبردار ہوتے تھے۔ اگر کوئی کبھی حکم عدولی کرے تو اس پر سخت سزا ہوتی تھی۔ تواریخی کتابوں میں اس کی بابت یوں لکھا ہے۔ ہنوی پہلا ایک ایسا نیک بادشاہ تھا۔ کہ اس کے لوگ اس سے یہاں تک ڈرتے تھے کہ کسی کو جرأت نہ تھی کہ کسی آدمی پر بلکہ جانور پر بھی کوئی ظلم کرے اس لئے ہنوی شیر حق کہلاتا تھا۔ کہ وہ اپنے مملکت میں ہمیشہ انصاف کرتا تھا۔ وہ ایک اور نام سے نامزد ہوتا تھا۔ یعنی ہنوی معلم اس لئے کہ وہ پڑھا لکھا ہوا تھا۔ اس زمانے میں پڑھائی بہت کم تھی۔ یہاں تک کہ اکثر پادری لوگوں کے سوا اور کوئی لکھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔ ہنوی پہلے کا ولیم نامی ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ اس کا بہت لاڈلا تھا۔ وہ نہ صرف اپنے باپ کو پیارا بلکہ سب لوگوں کی نظر میں نیک اور عزیز تھا۔ اور سبھوں کی امید تھی کہ اپنے باپ کا قائم مقام تخت نشین ہوگا۔ بلکہ اُس کے رئیس یہ عہد باندھ چکے تھے۔ کہ ہنوی کے انتقال کے بعد ہم اس کے اس بیٹے سے وفاداری سے برتاؤ کریں گے۔ ہنوی پہلے کی فرانس میں بھی کچھ ریاست تھی۔ اس لئے ہنوی بادشاہ اکثر وقت بوقت اس کو دیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان

میں جو پانی ہے اگرچہ تھوڑا ہے تو بھی اس میں ایسی سخت آندھی آتی ہے کہ بڑا خطرہ رہتا ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ہنوی بادشاہ اور اس کا بیٹا فرانس میں کسی دشمن پر فتح پا کے پھر انگلستان کو واپس جانے کو تیار تھے۔ ایک کپتان جہاز تھا کہ جس کو یہ خواہش تھی کہ میں بادشاہ کو انگلستان میں اپنے جہاز میں سوار کر کے پہنچا دوں۔ کیونکہ بادشاہ کا دادا میرا عزیز اور بڑا مہربان تھا۔ بادشاہ کی مرضی نہ تھی کہ میں اس کے ساتھ جاؤں۔ بلکہ اس نے اجازت دی کہ شہزادہ اور اس کی بہن اُنکے سب دوست آشنا مع مال لوٹ کے تیرے جہاز میں جائیں۔ سو وہ اپنے بیٹے بیٹی سے الوداع ہو کے چلا گیا۔ تو بعد ازاں اس فتح کی خوشی مناتے ہوئے گانے بجانے لگے اور ضیافت کھانے پینے لگے اور سچ پوچھو تو بہت سی شراب بھی انھوں نے پی لی تھی اور نہ صرف وے بلکہ ملّاحوں کو تین بڑے پیپے کھولکر کہا کہ تم جتنا چاہو پی لو اور اپنے بادشاہ کی فتح کی خوشی مناؤ۔ ایسا کرنا محض بے وقوفی تھی کیونکہ سب ملاح پی پی کر مست ہو گئے البتہ معلوم تھا کہ اس خطرناک پانی کو بے فائدہ طے کرنے کے لیئے سب ملّاحوں کو ہوش میں کرنا چاہیئے۔ لیکن انہوں نے خوشی مناتے مناتے اس بات کو مدِنظر نہیں رکھا۔ ہوتے ہوتے شام ہو گئی۔ اور اندھیری رات جس میں نہ چاند نہ ستارہ تھا۔ بلکہ اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا آخرکار جب وہ چل پڑے اور اس قدر شراب پیئے ہوئے تھے کہ کوئی

اس لایق نہ رہا کہ کوئی جہاز کو چلا سکے دریافت ہو چکا ہے کہ
اس قدر کہ آدمی تھوڑی بھی پی ہوا ہو تو وہ اس قدر ہوشیار اور
اور چست نہیں رہ سکتا الکحل ہوش کو مار دیتی ہے۔ ہم سب جانتے
ہیں۔ کہ آدمی نے جب زیادہ پی ہوئی ہو تو زیادہ بیہوش ہو جاتا
ہے۔ اگر تھوڑی بھی پی ہوئی ہو تو اس کے ہوش میں کچھ نہ کچھ کسر
پڑ جاتی ہے۔ کہ کسی خطرہ کو صفائی اور جلدی سے دیکھ نہیں سکتا۔
اور اس خطرہ سے بچنے کی کوئی تجویز سوچ نہیں سکتا تب حادثے
ہو جاتے ہیں۔ اس جہاز کے ملّاح اس قدر مدہوش تھے کہ انہوں
نے اس بڑے سفید جہاز کو پتھر سے ٹکرا دیا جہاز ایک دم ٹوٹ
گیا۔ پانی اندر بہہ آیا۔ شہزادہ اور اس کی بہن کو چھوٹی کشتی میں
بٹھا دیا۔ تاکہ ان کی جان کو بچایا جائے۔ اور لوگ بھی ڈر کے
مارے کشتی میں آ گئے تو کشتی چھوٹی کو برداشت نہ تھی کہ اتنا
بوجھ اٹھا سکے اس واسطے سب ڈوب کر مر گئے۔

اس سفید جہاز کے جتنے آدمی تھے ان میں سے ایک آدمی
جہاز کے مستول کے سبب بچ گیا۔ اور خشکی کے لوگوں نے
جب اسے دیکھا تو بچا لیا۔ اور اس نے سارا حال سنایا کہ کس
طرح شہزادہ اور شہزادی اور کوئی ڈیڑھ سو آدمی شاہی خاندان
کے لڑکے لڑکیاں اور وہ بہادر جوان کپتان اور اس کے
ملّاح پچاس اسی شراب کے سبب نیست و نابود ہو گئے۔

خیال کرو کہ شراب کیسی خطرناک چیز ہے۔ اور اس کے
ذریعہ سے کتنے حادثے ہوتے ہیں۔ اس کے اثر سے دماغ سو

جاتا ہے اور وہ اپنا کام نہیں کر سکتا اس حالت میں آدمی نہیں جان سکتا کہ وہ کیا کچھ کرے گا وہ جو دماغ اور تنوں کو سلا دیتا ہے۔ اس کو ہم سکر کہتے ہیں۔ الکحل ایک زہر سکر ہے کوئی آدمی یا جہاز چلانے والا یا موٹر ڈرائیور یا ریل ڈرائیور یا بندوق چلانے والا یا کسی مشین کا کارکن ہو اس آدمی کو ذرا سی بھی شراب پینی نہیں چاہیئے۔ ہنوی بادشاہ اپنے محل پونچکر اپنے درباری کام مشغول ہوئے۔ جب ہوتے ہوتے شہزادے کی کوئی خبر نہ آئی تو گھبرا اٹھے۔ یہاں تک کہ جب حال معلوم ہوگیا تھا تو کسی کو جرأت نہ تھی کہ بادشاہ کے کان تک کوئی اس خبر کو پہنچائے آخرکار ایک چھوٹا سا لڑکا اندر جاکر بادشاہ کے قدموں میں گر کر ٹوٹی پھوٹی باتوں روتے چلاتے بولا اے بادشاہ ولیم شہزادہ اور سفید جہاز سب غرق ہوگئے۔ سارا حال بادشاہ سمجھ کر بے ہوش ہوکر گر پڑا کہتے ہیں اس کے بعد کبھی اس کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

شراب کے بارے میں ایک بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ اپنے پینے والوں کو ہی نقصان نہیں بلکہ اور بہت لوگوں کو جنہوں نے اس سے کوئی غرض اور کام نہیں رکھا نقصان پونچاتی ہے ہم کہہ سکتے ہیں۔

ہنوی بادشاہ کا اس میں کوئی دخل نہ تھا اس نے سفید جہاز پر شراب پینے کی اجازت نہیں دی تھی اور نہ اسکی کچھ خبر کی لیکن اس کا کس قدر بے حساب نقصان ہوا چنانچہ آٹھ سو

برس گزر چکے کہ سفید جہاز کا حادثہ ہوا یہ خیال ہرگز نہیں کرنا کہ اس
کے پیشتر کبھی شراب سے نقصان نہیں ہوا اور کہ ان پہ بے خبر آن
پڑا بلکہ شراب کا شروع ہی سے یہ کام ہوتا رہا ہے ۔ دماغ کو سن
عضووں کو لمبی بیں لہنے نہیں دیتی اس کے ذریعے لاکھ ہا لوگوں
کی جانیں ضائع ہوئیں ۔

عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ بہت باتیں عام لوگ جانتے ہوئے
کتنی ہی ہیں جو اس خطرہ سے کھیلتے ہیں اس مثل کو یاد رکھنا چاہیئے
جہاں شراب وہاں عذاب ۔

یہ کس لئے ضائع کیا گیا

براؤں صاحب اور میم صاحبہ اپنے نئے علاقے کا دورہ کرتے
تھے ایک گاؤں کچھ زیادہ فاصلے پر تھا ۔ جس میں صرف ایک

ہی خاندان رہتا تھا اور چونکہ ان کے ساتھ کسی قسم کی برادرانہ
الفت کا اظہار نہ ہوتا تھا اور وہ نومبر پر تھے زیادہ فاصلے کی پرواہ
نہ کر کے دیکھنے کے لئے گئے خوشحال سنگھ اور اس کی بیوی ان
کے دیکھنے سے نہایت خوش ہوئے اور چارپائیوں پر بستر وغیرہ لگا
بڑے آداب سے بٹھا دیا اور چاندی کی نذر چندے کے لئے
پیش کی اور یہ کہا دیکھتے ہیں کہ ایک بہادر جوان جو پہلے سپاہی رہ
چکا اور جس کے ڈسچارج سرٹیفیکیٹ میں عقلمندی وفاداری بہادری
کا خوب ذکر آیا ہے۔ نہالی میم صاحبہ کے پاؤں میں چوکی پر بیٹھی ہوئی
تینوں سے بہت سی باتیں کیں یعنی حکم۔ دعا۔ عقیدہ۔ اور مسیح کی
کتنی کہانیاں سنائیں جب میم صاحبہ حیران تھیں کہ یہاں اکیلے رہ
کر اتنی باتیں کہاں سے سیکھیں۔ تو نہالی نے خوشی سے بتلایا کہ گورو داس
کے باپ پڑھے ہوئے ہیں۔ اور اپنی انجیل رکھتے ہیں۔ اور اس
نے یہ سب کچھ سکھلایا بلکہ اور بھی بہت کچھ سنا سکتی ہوں۔ اگر
آپ سنیں۔ اور پھر رخ بدل کر اپنی گودی میں سے ایک چھوٹا
سا سوتا ہوا لڑکا دکھایا۔ لڑکا کوئی ایک سال کا تھا۔ لیکن
جسمانی کمزوری کی بابت چھ مہینے کا صرف دکھائی دیتا تھا نہالی
کی محبّت بھری نظر اس پر لگی رہی کیونکہ اس کا کل خزانہ یہی
تھا روشن آنکھوں سے اس نے میم صاحبہ کی طرف دیکھا۔ اور
کہا کہ اِسی چھوٹے گورو داس کی خاطر ہم عیسائی ہوگئے۔ ہمارے
اور چار لڑکے تھے۔ جو گزر گئے تب ہم نے جانا کہ یہ اِس لئے
ہوئے تھے کہ ہم سچے اور حقیقی خدا کی پرستش نہیں کرتے ہیں۔

اب سے ہم یسوع مسیح پر بھروسہ رکھیں گے۔ بڑے دن کیوقت یہ بچہ سخت بیمار ہوا۔ قریب المرگ تھا۔ ہم نے خداوند یسوع مسیح کے نام سے دعا مانگی۔ اور اس نے اسے بچایا۔ اور پھر بنظرِ غور دیکھ کر کہا کہ گوروواس بڑا ہو کر مشن بورڈنگ میں جائیگا۔ اور ایک اچھا عیسائی جوان بنے گا۔ میم صاحبہ کے دل میں بہت ہی افسوس لگا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس پیاری ماں کی یہ امید جلد جھوٹی ہونے والی ہے۔ سو اس نے کہا کہ یہ بہت دبلا اور پیلے رنگ کا ہے۔ ہاں جب سے اسے پیچیں لگے وہ کمزور ہی رہتا ہے۔ اگرچہ اس وقت سے میں روزانہ افیم دیتی ہوں۔ اس بات کے سننے سے میم صاحبہ کو اس کی کمزوری کا پتہ چلا۔ اس نے نہالی کو بڑے پیار اور محبّت سے سمجھانے کی کوشش کی کہ اگرچہ کسی لائق ڈاکٹر کے حکم سے افیم دوائی کے طور پر بعض وقت مفید ہوتی ہے تو بھی روزانہ استعمال کی وجہ سے بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتا ہے ❊

کہ یہ ایک مضر زہر ہے۔ لیکن نہالی اس بات کا یقین نہیں کرتی تھی میم صاحبہ نے پھر بابو صاحب کو کہا۔ بھائی جی آپ برائے مہربانی اس بہن کو افیم کے بارے میں سمجھانا۔ کہ وہ کیسی خطرناک ہے۔ وہ آپ کی بات کو مانیگی۔ گروبخش سنگھ نے کہا۔ میم صاحبہ جی میں کئی دفعہ اس گاؤں میں آیا۔ اور بیس دفعہ اس بہن کو اس بات کے بارے میں سمجھایا۔ لیکن وہ نہیں سمجھتی۔ تب میم صاحبہ اور گروبخش سنگھ نے یہ بات خوشحال سنگھ کے سامنے

پیش کی اُس نے اُس بات کو پسند کیا اور وعدہ کیا کہ اس
کو افیم کو کبھی استعمال نہیں کرنے دینگے۔ پر میم صاحبہ کو نہالی
کی کوئی تسلی بخش صورت نظر نہ آئی۔ اب کیا بتاؤں مئی کے
مہینے کی بہت سخت گرمی کے دِن صاحب کو یہ خبر پہنچی۔ کہ وہ
لڑکا فوت ہوگیا۔ میم صاحبہ گھر نہ تھی لیکن صاحب اس وقت
روانہ ہوا۔ دروازے پر پہنچتے ہی خوشحال سنگھ انجیل ہاتھ میں لئے
ہوئے اُسے ملا۔ اور کہا کہ لو اپنی انجیل اب ہم عیسائی نہیں
ہیں۔ ہمارا یسوع مسیح پر بھروسہ کیا یہ انجیل بچےّ کے سرہانے
دن رات رہی پر یسوع نے اُسے نہیں بچایا اپنی کتاب لو۔
ہم عیسائی نہیں ہیں۔ اور نہالی نے اِس سے زیادہ سخت باتیں
کہیں کہ بیچارے کا دل ٹوٹ گیا۔ کیا کہیں اِن بیچاروں کا
زیادہ قصور تھا۔ قدیم زمانوں سے افیون کے بارے میں یہ غلط
فہمی چلی آتی ہے۔ وہ اس تعلیم کے پابند تھے درحقیقت انجان
تھے۔ کہ اِس مضر چیز کی اصلیت کیا ہے۔ یہ نئی تعلیم اب تک
ان کے دِل میں جڑ نہ پکڑ سکی۔ یشعیاہ نبی کی بات ہم کو یاد آتی
ہے۔ کہ حکم پر حکم اور حکم پر حکم قانون پر قانون اور قانون پر
قانون۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ ہمیں جو ان باتوں کے بارے
میں روشن ہیں۔ کس قدر فرض ہے۔ کہ لگاتار اِس مضمون کو دوسروں
کے سامنے پیش کریں اور کیا ہم جو عیسائی اس واقع کو پڑھتے ہیں
ان دونوں شکستہ دِل دیسیوں کے واسطے دعا نہ مانگ سکیں
کہ یسوع پر ان کا ایمان پھر بحال ہو کیونکہ یہ کوئی تھوڑی کہانی

نہیں بلکہ ایک سچا واقعہ ہے +

پانچ الکنیاں

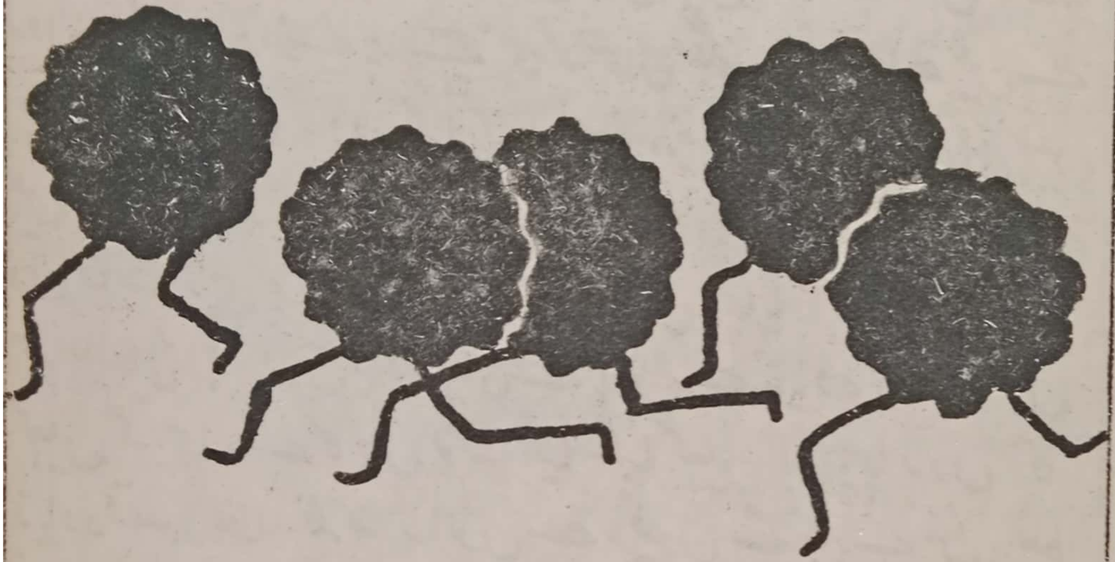

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ پانچ چھوٹے بہن بھائی بنام دانیل۔ ڈالی۔ اسمعیل۔ قبینہ اور ربانی اپنے والدین کے پاس ایک تنگ گلی میں ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے وہ غریب تھے۔ ایک دفعہ شام کو ایسا ہوا کہ مسز پریم داس اپنی صاف چادر اوڑھ کر ایک چھوٹے سے بازار میں اپنے گھر کے لئے دال ومصالح لینے نکلی اور مسٹر پریم داس بھی اپنی بڑی سی پگڑی باندھ کر بڑے بازار کی دوکان کی طرف جہاں وہ روز مرّہ ایک بوتل شراب پیا کرتا تھا جا نکلا۔ یہ دیکھ کر بچے بھی تیار ہوئے کہ ہم بھی کہیں باہر جادیں اُن

کی گلی کے سرے پر ایک بجلی کی لمپ تھی جو بہت خوشنما روشنی دیتی تھی - ڈالی نے اپنی چھوٹی بہن کو گود میں لیا - دانی ایل نے اسمعیل اور نفیسہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور یہ سب اس کے پیچھے کھیلنے کو گئے۔ جب تھوڑی دور آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا کہ گلی کی نالی میں ایک اکنی پڑی ہوئی ہے - آگے ایک اور ذرا آگے ایک اور اور عین اس لمپ کے نیچے دو اور اکنیاں پڑی ہوئی پائیں - نفیسہ اور اسمعیل ایک دم بول اٹھے کہ ایک ایک اکنی ہم سبھوں کے لئے ہے - باقیوں نے کہا کہ آؤ بازار چلیں اور ان سے کچھ خریدیں سب بڑے خوش ہوئے - تھوڑے فاصلے پر کئی چھوٹی چھوٹی دوکانیں تھیں - بچوں نے خوب غور سے دیکھ کر اپنے اپنے لئے چیزیں چن لیں - اسمعیل نے کہا میں یہ سیٹی لیتا ہوں - نفیسہ بولی مجھے یہ بھمیری اچھی لگتی ہے - دانی ایل نے ایک ڈرائنگ بک لے لی - ڈالی نے مٹھائیاں جو اکنی کی بہت سی ملتی ہیں - لیں اور چھوٹی پالی اپنی اکنی کو نگلنے کے قریب ہی تھی کہ ڈالی نے چھوڑ دیا - اور اس کے لئے ایک رنگین جھنجھنا لے لیا جس کی آواز سے وہ بہت خوش ہوئی اور کھل کھلا کر ہنسنے لگی اور سب ہنستے اور خوشی مناتے گھر بھاگ آئے - گھر پہنچ کر ڈالی نے اپنی مٹھائیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک بتاشہ دیا - دانی ایل نے کہیں سے ایک چھوٹی سی پنسل ڈھونڈھی اور بیٹھ کر تصویر کھینچنے لگا - نفیسہ اپنی بھمیری ہاتھ میں لے کر میز کے چاروں طرف دوڑنے لگی - اسمعیل اور پالی سیٹی بجاتے اور

جھنجھنا جھنجھناتے چولھے کے پاس بیٹھ گئے۔ اور ایسی خوشی کے موقعہ پر منہ بگاڑے اچانک مسٹر پریم داس آگیا۔ اس کی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ شراب کی دکان پر پہنچا تو اس کی جیب میں سوائے سوراخ کے کچھ نہ تھا۔ اس لئے وہ آدھی بوتل شراب جو پینے کو تھا وہ گیا اور بہت ہی ناخوش ہوا۔ گڑگڑا کر بچوں سے بولا کہ یہ کیا شور ہے؟ ڈالی نے کہا ہم کو پانچ اکنیاں گلی کی نالی میں مل گئیں۔ اسمٰعیل بول اٹھا کہ دیکھو پاپا جی ہم ان سے کیا کیا چیزیں خرید لائے ہیں۔ جس پر سبھوں نے اپنے کھلونے دکھائے اور ڈالی نے ایک پتاشہ پاپا کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ حیران ہو کر بولا۔ بھلا! بھلا!! یہ سب کچھ پانچ آنے میں خریدا۔ میرے خیال میں یہ وہی پانچ اکنیاں ہوں گی۔ جو میری جیب سے گر پڑیں۔ اگر یہ سوراخ میری جیب میں نہ ہوتا۔ تو یہ اکنیاں نہ گرتیں اور میں انکی شراب پی لیتا اور ان کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

اس پر اسمٰعیل بولا۔ "پاپا جی کاش کہ آپ کی جیب میں سوراخ ہمیشہ رہتا"۔ مسٹر پریم داس بیٹھ کر ان پانچ آنوں کی سوچ میں پڑ گیا اتنے میں مسز پریم داس بھی بازار سے دال مصالح لے کر آ گئیں۔ پریم داس نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ ڈانی ایل کی ماں! تم پانچ آنے میں کیا کیا سودا لے سکتی ہو۔ وہ بولی سوا سیر چینی یا اچھی چائے کے دو پیکٹ۔ یا سوا سیر گوشت یا سوا سیر خالص دودھ یا ایک سیر باسمتی کے اچھے چاول ایسی ایسی کئی چیزیں لے سکتی ہوں۔ مگر کیا کروں ہم اپنی غریبی کے باعث

نہیں دے سکتے ۔

پریم داس نے کہا اچھی بات معلوم ہو گیا کہ تم لوگ پانچ آنے کے خرچ کرنے میں مجھ سے ہوشیار ہو۔ آج سے لے کر میں کبھی شراب کی دوکان میں ایک پیسہ نہ خرچ کرونگا ۔ کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں دن سے دانی ایل ۔ ڈالی ۔ فینینہ ۔ اسمعیل اور پالی کے پاس اپنی خوشی کے لئے خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ پیسے رہتے ہیں ۔ ان کی ماں کتنی اچھی اچھی چیزیں خرید لیتی ہے ۔ جوان کو آگے کبھی کھانے کو نہیں ملتی تھیں ۔ اس پر یہ طرہ یہ کہ جس دن سے پریم داس نے شراب پینی چھوڑ دی اس کی بدہضمی ۔ سردرد اور تلخ مزاجی سب جاتی رہی ۔

مس بکیر کی اجازت سے

(ماخوذ)

آزمودہ

قمرالدین - اپنے کالج کی سب سے بڑی جماعت میں ہے اس کا ہمجولی کالج کے تمام سالوں میں اس کا چھوٹا بھائی کرم الٰہی تھا - جس کو کالج کے تمام طلبار نو وارد کہہ کر پکارا کرتے تھے - دونوں یتیم ہیں - کرم الٰہی ایک کمرے میں جہاں بہت سے طلبار جمع ہیں - بلایا گیا ہے - قمرالدین نے کرم الٰہی کو بتلایا ہوا تھا کہ اگر وہ کسی لڑکے کے کمرے میں اتفاقاً چلا جائے جہاں کہ وہ تمباکو نوشی کرتے ہیں - تو وہاں سے چلا جائے - اُس نے اپنے بھائی کو تاکید

کر کے منع کیا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمباکو کا دھواں تمہارا ستیاناس کر دے۔ کرم الٰہی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا مجھے جانا ہے دو منٹ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ تھوڑی دیر بیٹھو کیا تم تمباکو کے دھوئیں کو پسند نہیں کرتے۔ جی نہیں مجھے بالکل پسند نہیں۔ ارے یہ تو بیہودہ باتیں ہیں یہ تو بچوں کی سی باتیں ہیں۔ تمہاری عمر کے لڑکے بڑے بڑے آدمیوں سے زیادہ سگرٹ پی جاتے ہیں اور ذرا نہیں ڈرتے اور تم دھوئیں سے ڈرتے ہو۔ کرم الٰہی چند لمحوں کے لئے خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا بہتر ہے۔ کہ میں چلا جاؤں۔ ہری سنگھ نے کہا بھائی کرم چند جانے دو اس کو اگر وہ جانا چاہتا ہے۔ کیوں ناحق مجبور کرتے ہو۔ جی نہیں میں اسے نہیں جانے دونگا۔ اور اُس نے کرم الٰہی کا بازو خوب زور سے پکڑ لیا اور اُس کے مُنہ پر دھواں پھینکتا ہوا گفتگو میں مشغول رہا۔ وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ اور کہنے لگا کہو بھائی کرم الٰہی دھواں کیا لطف دیتا ہے۔ میں بالکل پسند نہیں کرتا۔ اس نے پھر دھواں پھینکا اور جلدی سے سگرٹ اس کے مُنہ میں دیدی۔ اور کہا اس سے لطف سیکھ لو کرم الٰہی کے چہرے کا رنگ بدل گیا اس کے سارے جسم میں ایک لہر دوڑ گئی کمرے میں تمام طلباء اس کے ہم خیال معلوم ہوتے تھے۔ اس نے جلدی سے رومال نکالا اور مُنہ صاف کر لیا۔ اور کہا آپ کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ کرم چند نے غصہ میں کہا کیوں بیوقوفوں سی باتیں کرتے ہو تمہیں کیا

ہو گیا ہے۔ کرم الٰہی نہایت تحمل کے ساتھ بولا کہ آپ سب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آپ میں سے کوئی یہ جرأت نہیں رکھ سکتا کہ مجھے سگرٹ پلائے۔ میں تمباکو نوشی کو خوب سمجھتا ہوں اس کے فوائد و نقصانات سے واقف ہوں۔ آپ کی نسبت مجھے اس سے واقفیت ہے۔ مجھے اس کو پینا تو درکنار اس کے سونگھنے سے بیزار ہوں۔ یہ تمہاری بزدلی ہے کہ تم میرے منہ میں دھواں پھینکو۔ اگر تم میرے بھائی قمرالدین سے ایسے پیش آؤ جب مجھ پہ عیاں ہے کہ تم کسی طرح اپنی دماغی وسعت ان بے تکی کہانیوں کے گھڑنے اور ان پر بے وجہ ہنسی و مذاق کرنے سے ظاہر کرتے ہو جو تمہاری پاک دلی اور نیک نیتی کا ثبوت ہے۔ تو کیا میں اس بری خصلت کو دامنگیر کروں گا۔ دوسرے تم پر واضح ہو کہ میرا بھائی قمرالدین قوی ہیکل اور مضبوط ہے۔ وہ تم سب کو خوب پچھاڑ سکتا ہے۔ اس کا دل پاک و صاف ہے۔ اور اس کی باطنی صفائی اور پاکدامنی ایسی بیہودہ کہانیوں پر کان نہیں دے گی۔ وہ ایک بہت بڑا دلیر ہے اور پاکیزہ آدمی بنیگا۔ وہ حقیقی تنومندی اور جوانی کی پاسبانی کرے گا اور جب قمرالدین میرا رہنما ہے۔ اور مجھے گمراہی کے رستے سے آگاہ کرے تو کیا میں تمہاری باتوں پر کان لگاؤں گا۔ تم مجھے بزدل کے نام سے نامزد کرتے ہو مگر تم خود بالکل ناآشنا ہو کہ کیا آدمی کو بزدل یا دلیر بناتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ میں آدمی نہیں ہوں مگر تمہیں آدمی بن کر بتاؤں گا۔ کیا تمہاری جیسی بنیاد پر انسان آدمیت کی

کی عمارت کھڑی کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں قمرالدین میری ان تمام باتوں میں ایسی خوبی سے تربیت کرتا ہے۔ جیسی کہ اُس کی میری والدہ نے کی تھی وہ مجھے سکھاتا ہے۔ کہ ایک پاک اور پوتر جسم میں ایک صاف دل کی کیسی ضرورت ہے۔ دِل خدائے برحق کی ہیکل ہے اور جسم روح کا مکان ہے لہذا انسان کو راست گو مددگار با عزت مہمان نواز ہونا چاہیئے۔ اس کو اپنی امّیدیں خداوند یسوع مسیح پر رکھنی چاہئیں۔ اور وہ ہرگز کسی کو چھوڑا نہیں دے گا۔ قمرالدین یہ خوب سمجھتا ہے۔ اُس نے یہ سب کچھ آزمایا ہے۔ مگر افسوس کہ تم جانتے ہو۔ سمجھتے نہیں وہ تم سب میں اس بات میں اعلیٰ ہے۔ اور میں اس پر فخر کرتا ہوں اب مجھے جانے دو کرم الٰہی قمرالدین کے کمرہ کے پاس آتا ہے اور اس کو کمرہ کے باہر سے آواز دیتا ہے۔ آواز میں کچھ ایسا جادو تھا کہ اس نے قمرالدین کو یکلخت چونکا دیا۔ خدا جانے کرم الٰہی کو کیا پیش آیا اُس کا چہرہ بالکل سفید تھا تاہم یہ اس کے لئے تعجّب خیز بات نہ تھی اور وہ اس کا متفکر بھی نہ تھا کہ کرم الٰہی کو کالج کی خراب حالتوں کی خبر نہ ہو نہ وہ یہ خیال کرتا تھا۔ کہ اِس سے شناسائی اُس کے لئے نامناسب ہے وہ اِن تمام باتوں کی امّید رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہزاروں حملے اِس کے ناتواں جسم پر ہر چہار اطراف سے ہونگے اور اُس کو برباد کرنا چاہیں گے۔ گو وہ اس کو معصوم و پاکدامن رکھنے کے لئے وہ کیسی کوشش کیوں نہ کرے۔ لہذا اُس کا مطلب کرم الٰہی کو اِس سے ناآشنا رکھنے کا نہیں تھا۔ مگر اُس کی دلی خواہش تھی کہ وہ بذاتِ خود اتنا مضبوط اور نیک نیت والا ہو جائے کہ ان تمام آزمائشوں پر غلبہ پانے کے لئے پناہ عظیم ہو۔ کرم الٰہی پر ایک حملہ

ہوا اور وہ سنبھل گیا۔ سب قمرالدین کی توقع کے مطابق پر آیا وہ اپنے بھائی
کی اس دلیری و جوانمردی کی داد دیتا تھا۔ مگر جگہ نہایت عجیب اور موقع
نازک تھا۔ کرم الٰہی بہت چھوٹا اور تمام طلبا پر بھروسہ رکھتا تھا۔ اُن کو
اپنے بڑے بھائی تصوّر کرتا تھا۔ کرم الٰہی مجھے نہایت افسوس ہے۔
کہ تمہیں یہ صدمہ پہنچا مگر میں خوش ہوں کہ تم نے اس بات کو محسوس
کیا کہ وہ تمام غلط راستے پر گمراہ ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم قباحت
کو بری نگاہ سے دیکھو یہاں اس قدر برائی ہے جو تم آیندہ خود دیکھو گے
اور سنو گے کہ تمہیں اپنا دل نہایت مضبوط کرنا پڑیگا۔ تاکہ تم کسی
بری عادت کے شکار نہ ہو جاؤ اور تمہاری عزّت و آبرو پر دھبّہ نہ
آئے۔ یاد رکھو تمہاری عزّت جان سے عزیز ہے۔ اور اس کی خاطر
تمہیں مددگار راست گو انصاف پسند اور مہربان ہونا پڑیگا۔ تم دوسرے
کے سامنے حلیم بردبار بنو گے۔ اور اُن برائیوں سے دوسروں کو
بچانے کے لئے مگر پھر اپنے عالی چال چلن کی مدد سے اُٹھ بیٹھنے کی
خو پیدا کرنی ہوگی۔ ایک بات کو اپنا مقولہ بنالو اور جانلو کہ تم کس خاطر
زندگی بسر کرنے کس کی خدمت کرتے ہو۔ اور کس کی راہنمائی تمہیں
درکار ہے۔ اگر تم مسیح کی خاطر اپنی زندگی کھوؤ گے تو پاؤ گے اور تم
ایک ایسی ہستی بن جاؤ گے کہ جس کو لوگ عظیم الشان کہتے ہیں۔ اور
لوگ تمہارا رشک کھائیں گے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ یہ زندگی پانا نہایت
دشوار ہے۔ مگر ہمّت نہیں ہارو۔ کرم الٰہی ایسا ہراساں اور ناتواں
نظر آتا تھا۔ کہ قمرالدین نہایت رنجیدہ ہوا مگر اُس نے اسے دلیری دی
اور کہا کہ یہ پہلا اصول سیکھ لو کہ تمہیں تمام تکلیفات میں خدائے واحد

سے دعا مانگنا خواہ تم کیسے ہی مشغول کیوں نہ ہو۔ قمرالدین نے بہت کوشش سے اُس کے دِل سے اس افسردگی کو دور کیا اور اسے کھانے کے ساتھ لے گیا +

حُقّہ

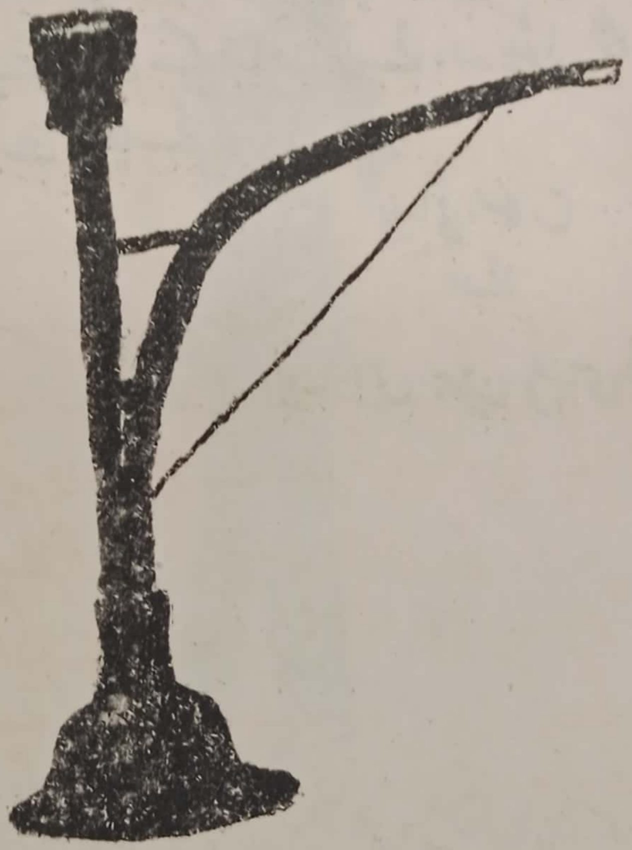

کسی گاؤں میں وہ کونسی چیز ہے جس کی بناوٹ وغیرہ پر سب سے زیادہ وقت اور محنت صرف کئے جاتے ہیں۔ اور جس پر لوگ جان دیتے ہیں ؟

ہل - نہیں؟

حقہ - ہاں

حقہ دیہاتیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ زمیندار خود تو حقہ رہتا ہے۔ اور اس کی عورتیں اور کمیّں (اس ضلع میں اِن کی وہی عزت ہے جو عورت کی) دونوں غلام ہیں۔ اِس کا کام کرتے ہیں۔ اگر زمیندار اس وقت کا ایک چوتھائی حصّہ بھی جو حقّہ پر ضائع کیا جاتا ہے۔ اپنے گاؤں کے صاف کرنے اور پھول لگانے میں صرف تو وہ گاؤں بہشت ہو جائے ٭

دیہاتی اصلاح

مصنّفہ

الیف - ایل - برین - ایم - سی - آئی - سی - ایس

بُدھو کے نئے کپڑے

ایک آدمی تھا جس کا نام بُدھو تھا۔ اِس کا کوٹ چیتھڑے ہو گیا تھا۔ جو کہنیوں سے پھٹا ہوا تھا۔ اِس کا پاجامہ بریدہ ہو رہا تھا۔ گھٹنوں پر سے پھٹا ہوا تھا۔ اِس کے جوتوں میں سوراخ تھے۔ اس نے گلے کے گرد ایک پھٹا ہوا سا کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ کیونکہ اِس کے پاس کرتا نہ تھا۔ اور اُس کا چہرہ بھی اِس کے کپڑوں کی مانند میلا کچیلا تھا۔

بُدھو ملازم تھا۔ اسے نہایت قلیل تنخواہ ملتی تھی۔ کیونکہ وہ بہت

سست تھا باوجودیکہ اس کے کپڑے میلے تھے ہر دوسرے تیسرے روز سگرٹ کی ڈبی ضرور خرید لیتا تھا۔ اور اتوار کے دن دو ڈبیاں خرید لیا کرتا تھا۔

ایک دن وہ دکان کو جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کا دوست انواری آ ملا

انواری بولا۔ "آج کی برساتی رات کو کیا چیتھڑا سی پگڑی میسر آئی ہے۔"

بدھو نے جواب دیا۔ "میں کیا کروں میرے پاس اور پگڑی نہیں ہے۔"

انواری نے کہا۔ "اگر میں تمہاری بجائے ہوتا تو میں نئی پگڑی خرید لیتا۔"

بدھو بولا۔ "میرے پاس دام کہاں ہے؟"

انواری نے کہا۔ "ایک درجن سگرٹ کی ڈبیوں کا مول پگڑی پر خرچ کر دو۔"

ایک درجن کیا؟

بدھو نے اپنی پگڑی سر سے اتار کر دیکھی۔ ایک درجن سگرٹ کے پیکٹ ایک درجن کے سگرٹوں کے پیکٹ۔ (دل میں سوچنے لگا) پھر اپنی پگڑی سر پر رکھ کر گھر کو چل دیا۔ اس نے گھر پہنچکر ایک خالی ٹین کی ڈبیا دیکھی۔ اس نے اس میں دو آنے ڈال کر اسے ایک محفوظ جگہ پر رکھدیا۔ اس نے دل میں کہا، "یہ ہے ایک پیکٹ کا مول۔" اگلے روز اس ڈبی میں چار آنے جمع ہو گئے۔ تیسرے دن تین دونیاں ہو گئیں۔ غرضیکہ بارھویں روز اس نے اس ٹین کی ڈبیا میں سے تمام پیسے نکال کر بازار سے نئی پگڑی خرید لی۔ چنانچہ اس نے اس نئی پگڑی کو اپنے سر پر باندھ لیا اور اپنا منہ اس آئینہ میں دیکھا شکستہ حالت میں اسے پڑا ملا تھا۔ لیکن وہ کچھ خوش نہ ہوا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ یہ پگڑی میرے چہرے پر زیب نہیں دیتی۔" بس چنانچہ وہ فوراً ایک حجام کے پاس گیا۔ اپنی حجامت کروائی۔ گھر واپس

آیا۔ پگڑی کو نئے سر سے اپنے سر پر باندھا اور دوبارہ آئینہ میں چہرہ دیکھا۔ اس نے کہا۔"اب تو یہ پگڑی اتنی بری معلوم نہیں ہوتی"۔

اگلے دن وہ اپنی نئی پگڑی زیب سر کرکے بازار میں سگرٹ لینے گیا۔ اُسے پھر اتواری رستہ میں ملا۔ اتواری نے اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اور کہا۔ آفرین تم نے نئی پگڑی خرید لی۔ یہ کوئی بُری نہیں ہے۔ لیکن تمہارے بوسیدہ گلوبند کے اوپر نئی پگڑی کچھ زیب نہیں دیتی۔ تم نیا گلوبند کیوں نہیں خرید لیتے؟

بُدھو نے کہا کہ"میں بغیر پیسوں کے چیزیں نہیں خرید سکتا"۔

اتواری نے کہا۔ ایک آدھی درجن سگرٹ کی ڈبیوں کی قیمت کافی ہوگی۔

بُدھو خاموش ہو رہا اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانے لگا۔ راستہ میں اتفاقیہ اس کی نگاہ ایک دوکان میں لگے ہوئے آیئنے پر پڑی اُسنے اپنی شکل کو شیشے میں دیکھا۔ اُس نے محسوس کیا کہ فی الواقع اس کا گلوبند بہت بدزیب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس نے گھر جاکر پھر دو آنہ کے پیسے اس خالی ٹین کی ڈبیا میں ڈال دیئے۔

چنانچہ سنیچر کی شام کو جب وہ نئی پگڑی اور نیا گلوبند پہن کر سیر کو نکلا تا وہ اتوار کے لئے حسب معمول دو پیکٹ سگرٹ بھی خرید لائے تو اپنے آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ لیکن جب وہ راستہ میں جا رہا تھا تو اس کی نگاہ اپنے بوٹوں پر پڑی اُس کی انگلیاں بوٹ میں سے نکلی ہوئی تھیں بدھو کھڑا ہو گیا اور اس نے بغور اپنے بوٹوں کا معائنہ کیا۔ اُس نے پھر اپنے تنھے آیئنے میں اپنی شکل دیکھی اور سوچنے لگا۔ کہ بوٹوں کے لئے تو درجنوں سگرٹ کی ڈبیوں کی بچت کرنی ہوگی۔ آخر کار اُس نے وہ چار آنے

کے پیسے جو سگرٹ خریدنے کے لئے رکھے ہوئے تھے اُسی خالی ٹین میں ڈال دیئے۔ جب اس نے بوٹوں کے لئے کافی رقم جمع کرلی۔ تو پھر اُسے ایک جوڑا جرابوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور جب نیا بوٹ اور جرابیں اس نے پہن لیں تو پرانی قمیص کو دیکھ کر وہ بہت زچ پچ ہوا۔ دراصل جوں جوں وہ نئی نئی چیزیں خرید کرتا جاتا تھا۔ اسے باقیماندہ کپڑے مقابلتاً زیادہ برُے معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ اسے چین نہیں آتا تھا۔ جب تک کہ تمام چیزیں نئی نہ خریدے اس کے تمام پارچات پر مندرجہ ذیل خرچ آیا۔

پگڑی	ایک	درجن سگرٹ کے پیکیٹ	۰ — ۸ — ۱
گلوبند	آدھی	" " " "	۰ — ۱۲ — ۰
بوٹ	تین	" " " "	۰ — ۸ — ۴
جرابیں	تہائی	" " " "	۰ — ۸ — ۰
سوٹ	پانچ	" " " "	۰ — ۸ — ۷
قمیص	ایک	" " " "	۰ — ۸ — ۱
ٹائی	تہائی	" " " "	۰ — ۸ — ۰
		میزان	۰ — ۱۲ — ۱۶ روپیہ

فی ہفتہ دو دو آنے کے آٹھ عدد سگرٹ کے پیکیٹ کی بچت نر کے بدھو کو کس قدر عرصہ ان پارچات کے بنانے میں لگا؟

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ پھر وہ کبھی سگرٹوں پر پیسے ضائع کرے گا؟

سگرٹ کا بھراؤ

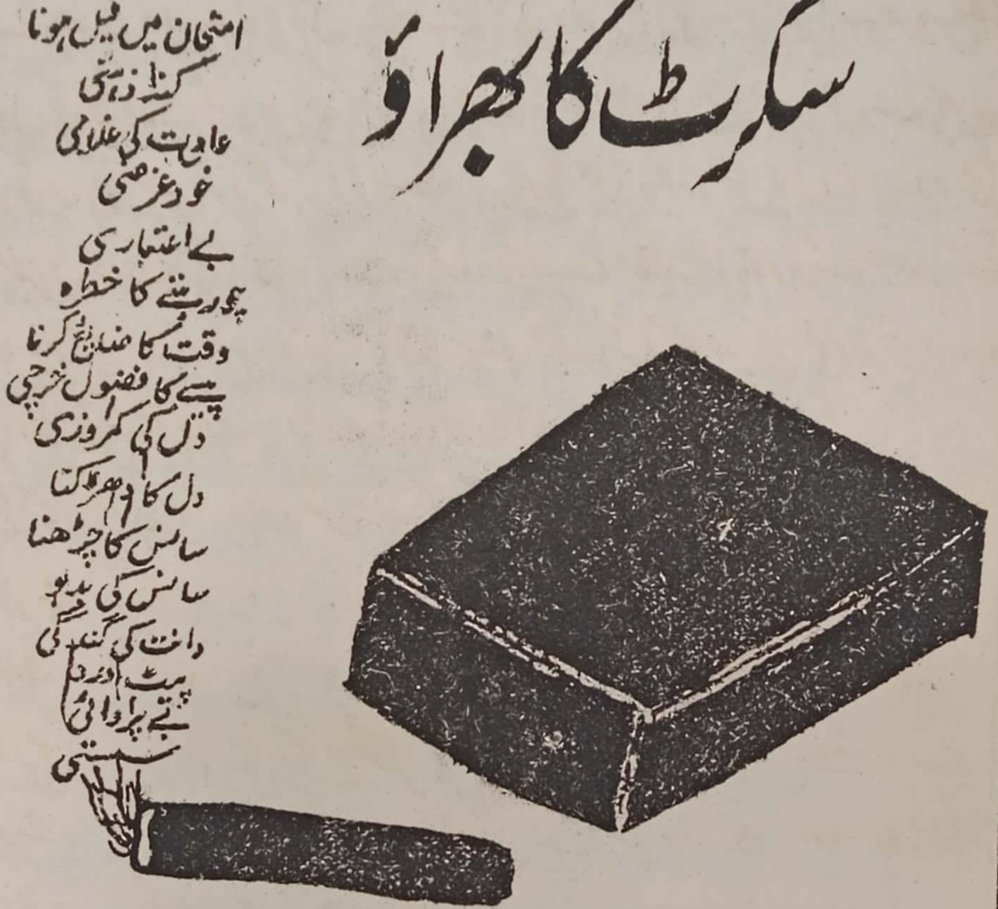

آٹھ لڑکوں یا لڑکیوں کیلئے جو مردانہ پوشاک میں ملبُوس ہوں۔ ایک مختصر کھیل

پہلا نظارہ

سورین (ایک لڑکا) ایک خط کے پڑھ چکنے کے بعد ایک چھوٹے سے سٹول پر بیٹھا ہوا اپنے آپ سے بات چیت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

"اچھا تو میرے چچا زاد بھائی موصل سے مجھے ملنے کے لئے آ رہے ہیں۔ وہ کل چھ عدد ہیں۔ واللہ وہ ہمارے وسیع شہر کے مناظر کو دیکھ کر مبہوت ہو جائیں گے اور حیران ہونگے۔ میں یقیناً انہیں اپنے شہر کے تمام قابل دید مقامات

دکھاؤنگا - ہاں تو وہ کس وقت پہنچینگے ؟ پانچ بجے - غروب آفتاب سے قبل
سَیر کرنے کرانے کا عمدہ موقع ہوگا - اگلے روز میں ان کا اپنے دیگر دوستوں سے
تعارف کراؤنگا - میرا خیال ہے کہ وہ بد مزاج نہیں ہونگے - خیر میں جلدی ہی
بات کا پتہ لونگا - میں اُنہیں اپنے دوستوں سے تعارف کرانے سے پہلے انہیں
چند ضروری باتیں سمجھاؤنگا - (اپنی جیب میں سے سگرٹ نکال کر اور اسے سلگاتے
ہوئے کہتا ہے) واللہ اعلم - ان میں سے کوئی سگرٹ پیتا ہے یا نہیں - غالباً
نہیں - بشرطیکہ وہ حقّہ کشی کو سگرٹ کشی کے مرادف خیال نہ کرتے ہوں - میں
انہیں سکھاؤنگا - کہ در اصل سگرٹ پینا کسے کہتے ہیں - جب وہ یہاں آئیں گے
تو میں اُنہیں اصل بابو بناؤنگا - واہ واہ (ایک نوکر کو پکارتا ہے)

نوکر - کیا جناب نے یاد فرمایا ؟

سورین - لو پیسے اور تین پیکٹ سگرٹ لاؤ - نکڑ کی دوکان پر ملیں گے - اسے
معلوم ہے کہ میں کون سے سگرٹ پیتا ہوں - (نوکر سلام کر کے چلا جاتا ہے سورین
بجھی ہوئی دیا سلائی پھینک کر پیچھے ہی باہر نکل جاتا ہے -)

نظارہ دوسرا

(سورین اور اُسکے چچا زاد بھائی داخل ہوتے ہیں - سورین فوق البھڑک پوشاک میں ملبوس
ہے لیکن اس کے بھائی معمولی سادہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں -)

سورین - (جب وہ داخل ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے) اچھا تم لوگوں کے خیال میں
ہمارا شہر بہت بڑا ہے - ہم اپنے چھوٹے سے شہر پر بجا طور پر نازاں ہیں -
میں تم لوگوں کو اپنے شہر کی شام کو سَیر کراؤنگا - نیز اپنے احباب سے
بھی تمہارا تعارف کراؤنگا - بیٹھ جاؤ - کیونکہ سفر سے آپ لوگ تھک گئے ہونگے -

(تمام فرش چٹائی پر بیٹھ جاتے ہیں۔)

سورین۔ (نوکر کو آواز دیکر) ہپن سگرٹ لاؤ۔

(ہپن ایک قاب میں سگرٹ رکھ کر لاتا ہے۔ قاب چچازاد بھائیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے جس سے تمام ایک ایک سگرٹ اٹھا لیتے ہیں اور سگرٹ کو بغور دیکھنے لگتے ہیں۔)

چندر۔ بھائیو معاف کرنا۔ مگر یہ کیا چیز ہے؟

سورین۔ (مسکراتے ہوئے) کیا تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تم سگرٹ دیکھکر بھی اُسے پہچان نہیں سکتے؟ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک شہر کے چوک میں سگرٹ دستیاب ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ لوگ تمباکو نوشی نہیں کرتے ہیں؟

سم کانٹ۔ کیوں نہیں۔ ہم حقّہ پیتے ہیں۔

سورین۔ حقہ ایک دقیانوسی چیز ہے۔ گاؤں میں سوائے بڑوں کے کوئی حقہ نہیں پیتا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک جنٹلمین کس طرح سگرٹ پیتا ہے۔ تو میری طرف دیکھو! (وہ اپنا سگرٹ سلگاتا ہے اور وہ دیہاتی لڑکے جس حیرانی سے اُس کی اِس حرکت کو دیکھتے ہیں۔ اسے دیکھ کر وہ ہنستا ہے)

چندر۔ اوہ میرے سگرٹ پر کچھ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے میں اسے پڑھکر بتاؤں؟

سورین۔ یہ کوئی اشتہار ہوگا۔ اچھا پڑھو۔

چندر۔ اس میں لکھا ہے کہ مجھے پیو تو تمہارا ذہن گندہ ہو جائیگا۔ دانت داغدار ہو جائیں گے۔ اور تمہارے سانس میں بدبو پیدا ہو جائیگی۔ اور جس جگہ بھی تم تھوکو گے۔ ایک بدنما دھبہ لگ جائیگا۔ عوام تم سے نفرت کرنے لگ جائینگے۔ پھر اس قسم کی چیز کے استعمال سے ہم کیونکر شریف آدمی کہلا سکتے ہیں۔

سم کانٹ۔ میرے سگرٹ پر بھی کچھ لکھا ہوا ہے۔ سنو۔ میں تمہارے جسم کو نقصان پہنچا دونگا۔ میں تمہارے دل کو کمزور بنا دونگا۔ اور تمہارے دل اس

CamScanner

قدر جلدی جلدی ڈھر کنے لگیگا اور آخر کار وہ تھک کے رہ جائیگا۔ میں تمہارے پھیپھڑوں کے نازک اجزا کو نقصان پہنچاؤنگا۔ ان کے اندر ایک زہر جس کو نکوٹین کہتے ہیں داخل کردونگا۔ اور جتنی مرتبہ تم کش لگاؤگے یہ زہر تمہارے پھیپھڑوں کے اندر داخل ہوگا۔ میں تمہارے معدے کو خراب کردونگا۔ کہ جس سے تمہارے پیٹ میں درد ہو جائیگا۔ تمہارے جسم پر تمہاری غذا کے اثر کو زائل کردونگا۔ اور تمہارے خون زہر ملا بنادُوں گا۔

سورین۔ (برافروختہ ہوکر) کیا بیہودہ بات ہے؟ کسی شخص نے سگرٹ بنانیوالی کمپنی کے ساتھ مذاق کیا ہے۔

آنند۔ اور سنو "اگر تم دماغ خراب کرنا نہیں چاہتے ہو تو مجھے مت پیو۔ میں تمہارے دماغ کو بالکل ناکارہ بناؤنگا۔ کہ تم کسی بات پر بھی اچھی طرح غور نہ کرسکو گے۔ سکول میں تم ایک کند ذہن لڑکے ثابت ہوگے۔ اور اس لئے تم امتحان میں پاس نہ ہوسکو گے۔

سورین۔ (چڑ کر) کیا عمدہ عمدہ باتیں ہمیں معلوم ہو رہی ہیں۔ رام تمہارے کاغذ پر کیا لکھا ہوا ہے۔

رام۔ میں پڑھکر سناتا ہوں۔ "سگرٹ نوشی ایک خطرناک عادت ہے۔ جو لوگ سگرٹ پیتے ہیں۔ وہ اکثر بے پرواہی سے چلتے ہوئے سگرٹ کا ٹکڑا یا سلگتی ہوئی دیا سلائی مکان میں پھینک کر کئی مکانوں کو جلا کر راکھ بنادیا۔ اور بہت سے جہاز محض اس قسم کی بے پرواہی کی وجہ سے جل کر تباہ ہوگئے اور بہت عظیم الشان عمارتیں خاک سیاہ ہوگئیں۔ سینکڑوں ہزاروں جانیں تلف ہوگئیں۔ جنگلات میں آگ لگنے کا موجب یہ سگرٹ نوشی ہی ہوتے ہیں۔ سگرٹ نوشی لڑکے کو خود غرض بنادیتی ہے۔ وہ بے پرواہ ہوجاتا ہے

اور قابلِ اعتبار نہیں رہتا

سورین ۔ ممکن ہو کہ یہ درست ہو۔ لیکن تمام صورتوں میں یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔

للت ۔ میرے کاغذ پر لکھا ہوا ہے کہ سگرٹ نوشی سے چوری کی عادت پڑتی ہے۔ سگرٹ خریدنے کے لئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اِن کو حاصل کرنے کیلئے آدمیوں کو پیسے خرچنے پڑتے ہیں اور یہ وہ پیسے ہوتے ہیں۔ جو گھر والوں کے لئے خرچ کرنے چاہیئے۔ سگرٹوں پر پیسے خرچ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے ہم پانچ روپیہ اور دس روپیہ کے نوٹوں کو آگ لگا دیں۔ اِس سے محض وقتی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن سگرٹ کا استعمال جسم اور دماغ کیلئے بہت ہی مضر ہے۔ مجرد لوگوں کو چاہیئے کہ جو پیسے وہ سگرٹ پر خرچ کرتے ہیں۔ انہیں کسی بنک میں جمع کریں۔

بھاگیشور ۔ میرے اِس سگرٹ پر سب سے زبردست بات لکھی ہوئی ہے "سگرٹ نوشی سے غلامانہ ذہنیت پیدا ہوتی ہے وہ ٹھیک بات پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ اِس بات کو تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ فلاں کام درست ہے اسے کرنے کی قوت نہیں رہتی محض تین انچ لمبا سگرٹ کا ٹکڑا ان کے اوپر حکومت کرتا ہے۔ اگر آپ آزاد اور زبردست قوت ارادی کے مالک بننا چاہتے ہیں تو سگرٹ پینا ترک کر دو"

سورین ۔ اِسکا اطلاق تمام طرح کی تمباکو نوشی پر ہوتا ہے۔ مجھے اقبال ہے کہ میں سگرٹ پر بہت سے پیسے ضائع کرتا ہوں۔ اگر مجھے سگرٹ میسر نہ آویں تو میں سخت بے چین ہو جاتا ہوں۔ میں سگرٹ پینے میں بہت سا وقت بھی ضائع کرتا ہوں کیونکہ سگرٹ پیتے ہوئے کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ عرصہ سے میرے امتحانات کا نتیجہ بھی قابلِ فخر نہیں ہوتا۔ مگر میں نے اِس کمزوری کو سگرٹ نوشی پر محمول نہیں کیا۔ ایک دن تو میرا بستر جلتے جلتے بچا۔ میں نے ایک سلگتی ہوئی سگرٹ غلطی سے کمرے کے فرش پر پھینک جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے بستر کی

چادر کو آگ لگ گئی۔ میں دوڑنا بھاگنا فٹ بال کھیلنا پسند نہیں کرتا کیونکہ بھاگنے سے مجھے فوراً سانس چڑھ جاتا ہے۔ شاید سگریٹ پر لپٹے ہوئے کاغذوں پر جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ وہ تمام درست ہے۔ خدا کی شان کہ سگریٹ ہی ان امور کو ہمارے سامنے پیش کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔

نندت۔ میں خوش ہوں کہ ایسا ہوا۔ ہم کو عین وقت پر نصیحت کی گئی ہے میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ میں ایک سادہ لوح دیہاتی کی بجائے تم سے سگریٹ پینا سیکھ کر ایک شہری جنٹلمین بن جاؤں کیونکہ شہری لوگوں کی عادت سے تم اچھی طرح واقف ہو۔

سودین۔ اگر جو کچھ ان سگریٹوں نے ہم کو بتلایا ہے۔ وہ درست ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں تمہیں ہر پہلو میں مفید اور کارآمد باتیں سکھلانے سے قاصر ہوں۔

رام۔ میرا ارادہ ہے کہ ہم لوگ اپنے گاؤں میں واپس پہنچکر ان ہدایات کو فراموش نہ کریں حقہ ایک بری عادت ہے۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ گاؤں میں جاکر اس گندی عادت کو ترک کریں جس طریق ایک ہی حقہ مختلف آدمی منہ لگا کر پیتے ہیں یہ طریقہ میرے خیال میں سخت ترین قابل اعتراض ہے۔ اس کے استعمال سے چھوت چھات سے لگ جانے والی بیماریوں کے لگ جانے کا احتمال ہے۔ ایک کوڑھی کا جھوٹا حقہ پینے سے کوڑھ ہو جانا کچھ غیر اغلب نہیں ہے۔

بھاگیشور۔ لیکن بڑی عمر والوں کے لئے حقہ پینا ترک کرنا سخت مشکل ہے۔ وہ تمام عمر اس کا استعمال کرتے رہے ہیں +

چندر۔ لیکن اس وقت تو ہم لوگوں کا اپنا معاملہ درپیش ہے۔ اور یہی

فیصلہ طلب ہے۔ بڑے آدمی اپنی عادت تبدیل نہیں کر سکتے۔ لیکن موجودہ نسلیں ہی عمر رسیدہ ہو کر بڑے کہلانے لگیں گے۔ اس لئے ہم اگر ابھی سے اپنی عادت سنوار لیں تو بڑے ہو کر اپنے گاؤں میں پسندیدہ عادتیں اور مناسب قواعد بنانے کے قابل ہو سکیں گے۔ تمام بری اور مضر رسومات اور نقصان دِہ باتوں کا قلع قمع کر سکیں گے۔ اور اسی طرح پر نو عمر بچوں کو ہم سگرٹ نوشی کی بد عادت سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوں گے۔

سورین۔ آؤ ہم ایک انجمن بنام انسدادِ تمباکو نوشی قائم کریں۔ اِس طرح پر ہم مادرِ وطن کی نیک خدمت انجام دیں گے۔ بہت سے ہندوستانی لوگ جنگ میں شامل ہوئے اور انہوں نے میدانِ جنگ میں بطور سپاہیوں کے دادِ شجاعت دی۔ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اور اب ہم اپنے ملک کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اِس ملک کو مضرِ صحت عادت دور کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم سوراج چاہتے ہیں تو ہم کو اپنے آپ کو مضبوط بنانا چاہیئے۔ کیا آپ لوگ مجھ سے متفق ہیں۔

تمام (مِل کر) ہاں۔ ہاں۔ ہم تمام لڑکوں کی امداد حاصل کریں گے۔

سورین۔ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ ہم اگر کچھ ٹھوس کام کر سکیں تو ہمیں مشکلات کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ اِن سگرٹوں کو سڑک پر رکھ کر آگ لگا دو۔ میں خود اب اِن کی غلامی سے آزادی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

چندر۔ بھائیو ہم کو کام کی ابتدا یہاں سے ہی شروع کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہم اپنے ملک کو اپنے دشمنوں سے نجات دے سکیں۔

اگر ہم اپنے ملک کو شراب اور سگرٹ کی لعنت سے آزاد کرا سکیں
تو ہم اپنے ملک کی بڑی خدمت انجام دیں گے ۔
(تمام باتیں کرتے چلتے ہیں)

ای۔ای۔وِک لینڈ

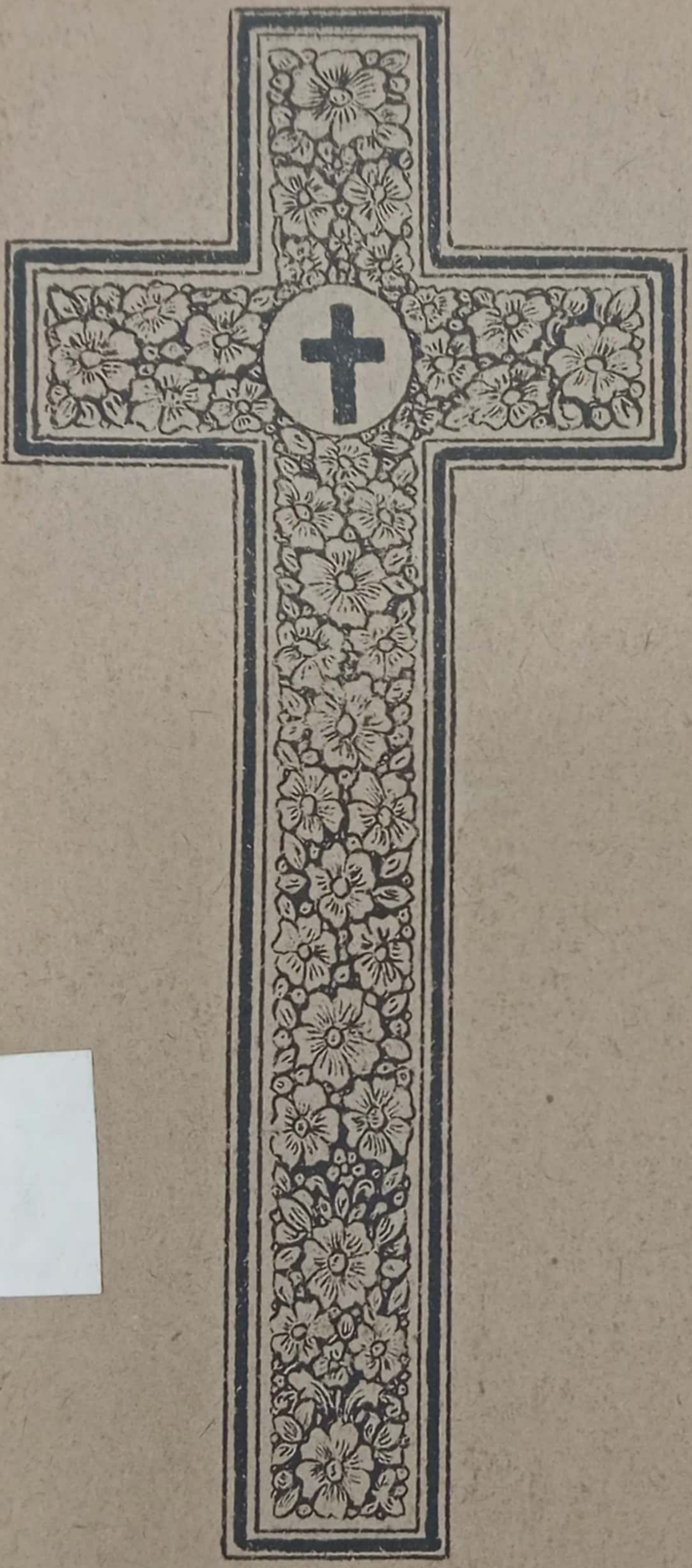

M. Abdul Rashid Artist Sialkot.

248.4
BAKE

CS CamScanner